اس طرف کون آرہا ہے؟



سررک! سررک! سررک!

وہ آواز کیا ہے؟

سررک! سررک! سررک!

اُلّو جاگ گیا ہے۔ وہ اپنے تیز کانوں کو جھٹکتا ہے۔

سررک! سررک!

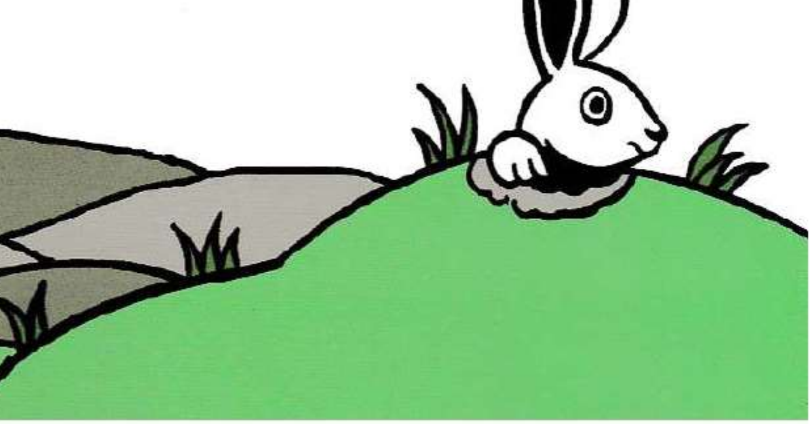
خرگوش اپنے بل میں غوطہ لگاتا ہے۔ پھر وہ دوبارہ باہر جھانکتا ہے۔ وہ چاروں طرف نظر دوڑاتا ہے۔

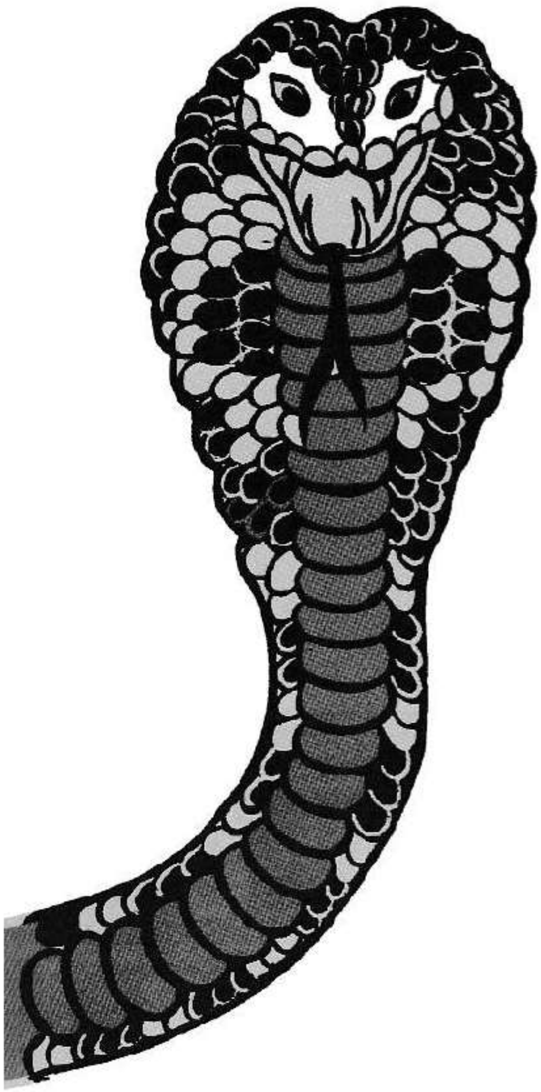
سررک! سررک!

سانپ اپنا سر اٹھاتا ہے اور اپنا پھن پھیلاتا ہے۔ یہ اس طرف مڑتا ہے اور یہ دیکھنے کے لئے۔

آواز قریب آتی ہے۔

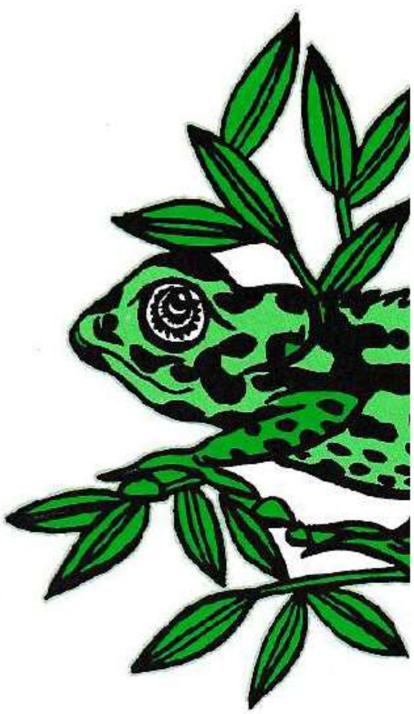
سررک!





جادوئی مہارت سے گرگٹ اپنے آپ کو چھپا لیتا ہے۔ آہستہ آہستہ اس کے جسم کا رنگ بدلتا ہے۔ یہ اپنے اردگرد کے ماحول کے ساتھ گھل مل جاتا ہے۔ اب یہ ایک پتی ہے!

گھونگا رینگنا چھوڑ دیتا ہے۔ یہ اپنے جسم کو اپنے خول میں کھینچتا ہے۔ اب یہ ایک پتھر ہے!

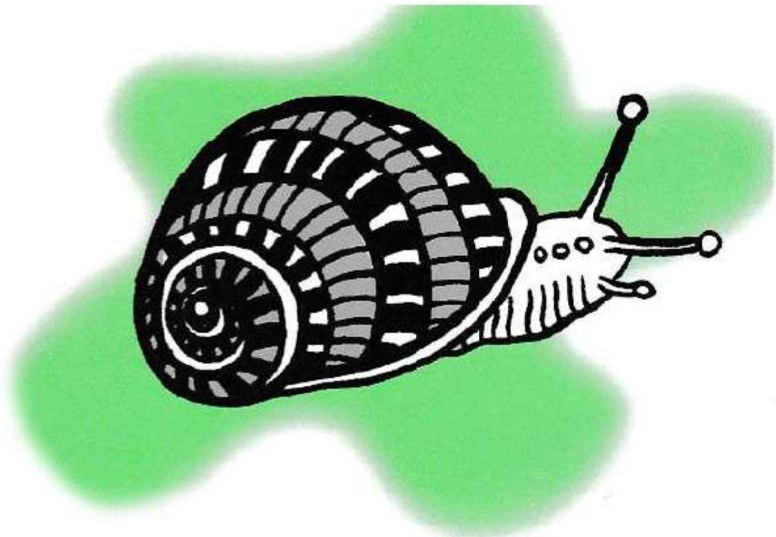


سر رک! سر رک!

خارپشت کانپتا ہے۔ یہ خود کو ایک گیند میں لپیٹتا ہے اور اپنی لمبی ریڑھ کی ہڈیوں کو پھیلاتا ہے۔

کیکڑا ایک طرف قدم بڑھانا بند کر دیتا ہے اور خود کو ریت میں گھسکر چھپا لیتا ہے۔



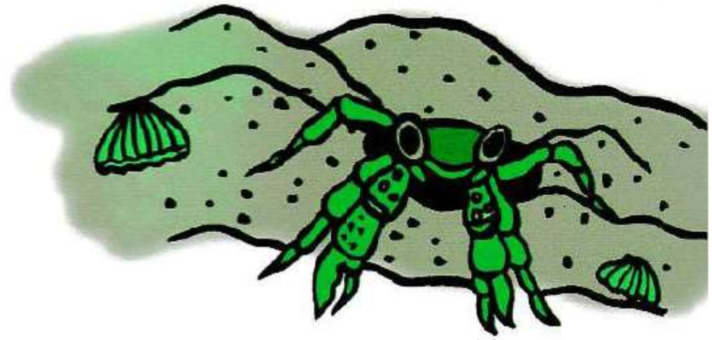


کمل کے پتے پر ایک مینڈک گانا چھوڑ دیتا ہے۔
ایک چھلانگ سے یہ پانی میں چھلانگ لگا دیتا ہے۔
سر رک! سر رک!



آواز قریب سے قریب تر ہوتی جا رہی ہے۔ ہر کوئی اس
طرف دیکھتا ہے اور انتظار کرتا ہے۔





سررک! سررک!

گھماؤ راستے پر کون آرہا ہے؟

سررک! سررک! سررک!

اوہ! یہ ہمارا کنکھجورا ہے! اس کے ہر پاؤں میں سینڈل ہے! اس نے ان میں چلنا بالکل نہیں سیکھا ہے۔ لیکن یہاں وہ آتا ہے، پھسلتا اور پھسلتا اور کٹ کٹ اور کھٹ کھٹ کرتے ہوئے!



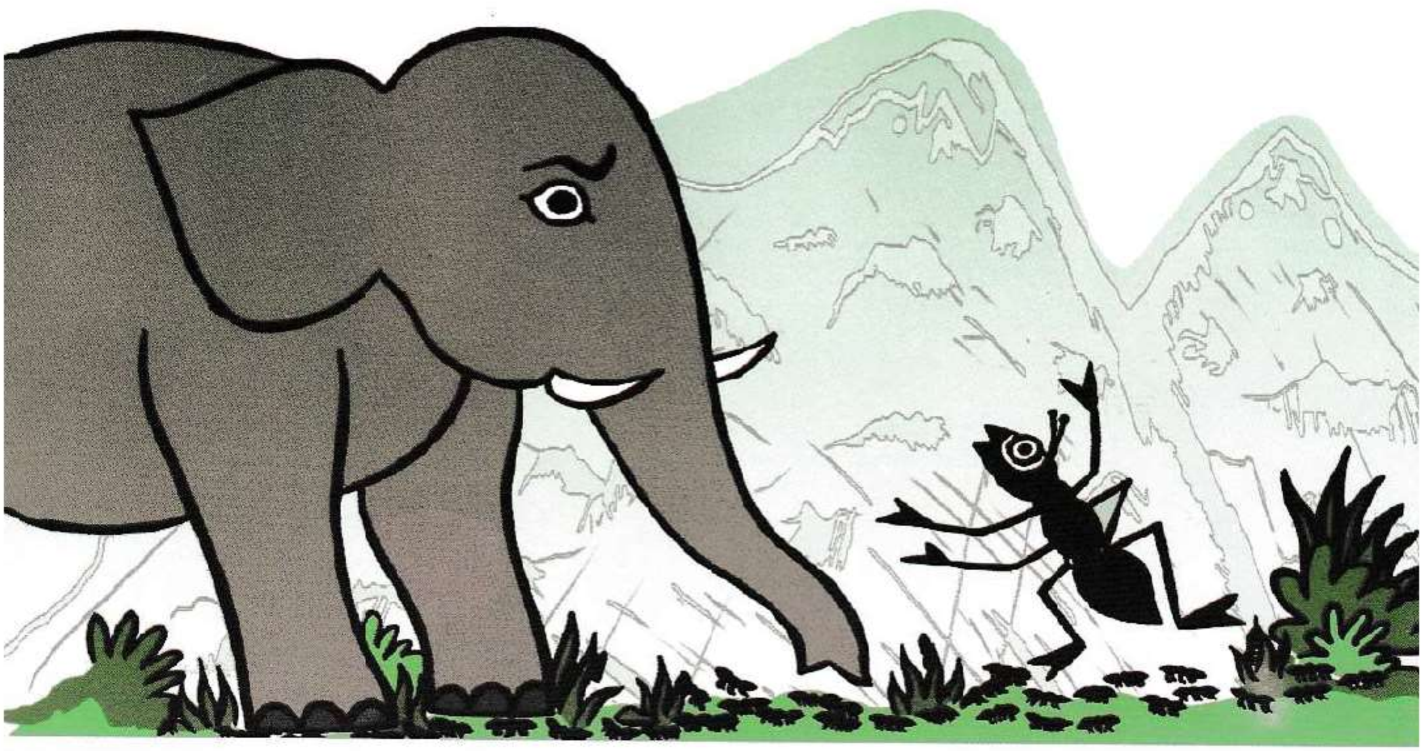
Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi
L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi
Urdu Mohammad Naseem
Artist Uma Krishnaswamy

دوڑ کا مقابلہ

ایک دھوپ والے دن ایک ہاتھی تالاب سے گھر جا رہا تھا۔ یہ اس وقت تک خوشگوار محسوس کر رہا تھا- حیرت ! - اس نے دیکھا کہ چیونٹیوں کی ایک لکیر اس کا راستہ عبور کرتی ہے۔

" کیا تم مجھے یہاں چلتے ہوئے نہیں دیکھ رہے ہو؟" ہاتھی گرجا. " بیکار کیڑے ! "

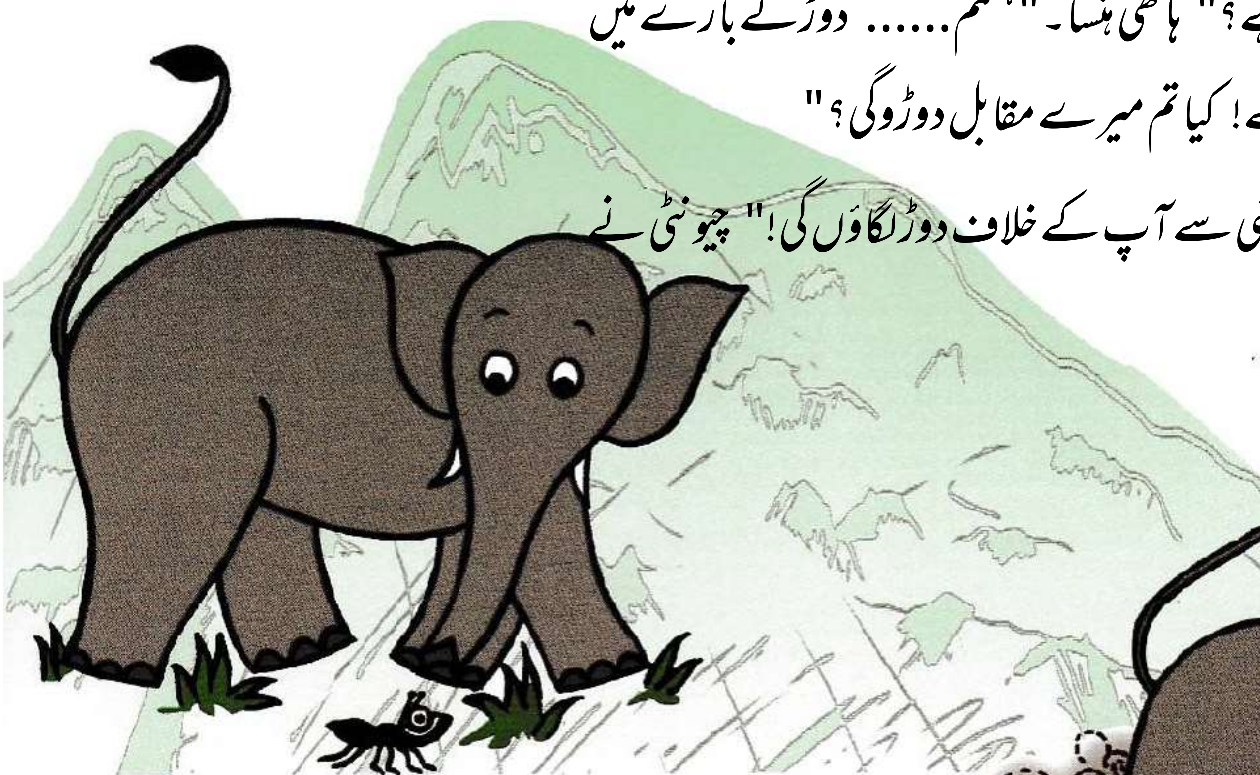


ایک نڈر چیونٹی نے جواب دیا، "ہوسکتا ہے ہم چھوٹے ہوں، لیکن ہم نالائق نہیں ہیں ! "

"میری طرف دیکھو، چھوٹی چیونٹی،" ہاتھی نے کہا۔ "میں جنگل کا سب سے مضبوط جانور ہوں ! میں کچھ بھی کر سکتا ہوں ! اب اپنے آپ کو دیکھو۔ تم کیا کر سکتی ہو؟"

لیکن چھوٹی چیونٹی پیچھے نہیں ہٹی۔ "ہم کچھ بھی کر سکتے ہیں جو آپ کر سکتے ہیں!" اس نے دعوی کیا۔

"کیا ایسا ہے؟" ہاتھی ہنسا۔ "ہمم...... دوڑ کے بارے میں
کیا خیال ہے! کیا تم میرے مقابل دوڑو گی؟"
." میں خوشی سے آپ کے خلاف دوڑ لگاؤں گی!" چیونٹی نے
کہا۔





" بیوقوف،" ہاتھی نے کہا۔ "میرے صرف تین قدم اس سے زیادہ زمین کا فاصلہ طے کرتے ہیں جتنا تم ایک دن میں چل سکتی ہو! "

چیونٹی نے بس گھورا۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس سے ہاتھی غصے سے آگ ببولا ہو گیا۔

"اب میں تمہیں سبق سکھانے جا رہا ہوں!" اسنے دھاڑ لگائی۔ اور دوڑ شروع ہو گئ!

ہاتھی نے آسان رفتار سے چلنا شروع کیا۔ ووہ جنگل کے راستے پر چستی سے چل رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہنسا۔ "وہ بیوقوف چیونٹی اب تک بہت پیچھے ہو چکی ہو گی۔ "

اس نے نیچے دیکھا۔ حیرت! راستے میں ایک چیونٹی تھی!

ہاتھی پھر سے چل پڑا۔ اس بار، وہ تیزی سے چلا. اس نے جھاڑیوں اور بیلوں کو روند دیا۔ اس نے پودے کو ایک طرف پھینک دیا۔ یہ جنگل کے راستے پر دھڑکتا تھا، دھڑ، دھڑ، دھڑ۔ "جیت! "

اس نے سوچا۔ لیکن جب آرام کرنے کے لیے رکا تو کیا دیکھا؟ ایک چیونٹی!

"وہ چھوٹی چیونٹی میرے ساتھ کیسے چل سکتی ہے؟" ہاتھی حیران ہوا۔ "میں جتنی جلدی ہو سکتا ہوں جا رہا ہوں!" اس نے خود کو تیز چلنے کے لیئے اور دباؤ ڈالا۔

اس سے بھی تیز۔ "میں نہیں ہاروں گا!" اس نے قسم کھائی۔



اس دوران مقابلہ کی خبر جنگل میں پھیل گئی۔ دوسرے جانور دیکھنے کے لیئے جمع ہو گئے۔ "دوڑو، چھوٹی چیونٹی، بھاگو!" انہوں نے چلایا۔ "ہورے! ہورے!"

ہاتھی غصے میں آگیا۔ لیکن اب اس کے غصہ میں درد شامل تھا۔ اس کے پٹھوں میں سوجن ہو گیا تھا۔ اس کی ٹانگیں لرز رہی تھیں۔ وہ مزید نہیں چل سکتا تھا۔ راستے میں ایک گڑھا نمودار ہوا۔ ہاتھی اچانک حیرت سے پکڑا گیا۔





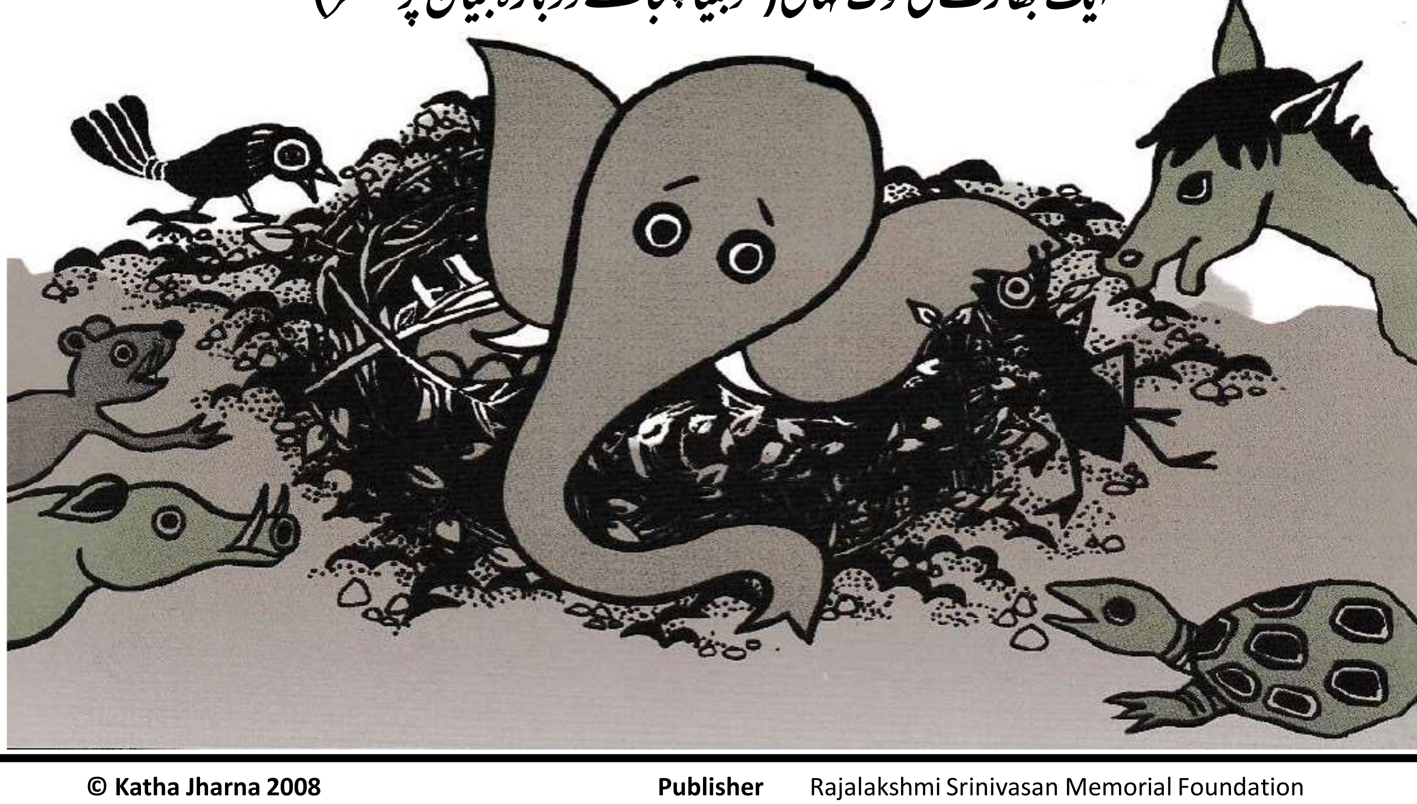
گڑھے میں گر گیا۔ یہ پھنس گیا تھا۔ اور گڑھے میں اسے ایک چیونٹی نظر آئی! "میں تمہاری مدد نہیں کروں گی!" چیونٹی نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ دوسرے جانوروں نے جدوجہد کرتے ہوئے ہاتھی کو دیکھا۔ "میری مدد کرو!" اس نے ان سے منت کی. "یہاں سے نکلنے میں میری مدد کرو! "

آخر کار جانوروں کو اس پر ترس آگیا۔ انہوں نے اسے گڑھے سے نکالنے میں مدد کی۔ ہاتھی نے ان کا شکریہ ادا کیا اور واپس گھر کی طرف مڑ گیا۔ اسے بہت الجھن محسوس ہوئی۔ "ایک چھوٹی چیونٹی دوڑ میں ہاتھی کو کیسے ہرا سکتی ہے ؟" اس نے تعجب کیا۔

بیچارہ ہاتھی! ریس کے دوران جب بھی نیچے کی طرف دیکھا تو قریب ہی ایک چیونٹی نظر آتی تھی۔ ہاتھی نے سوچا کہ اس نے جو بھی چیونٹی دیکھی ہے وہ وہی دلیر چیونٹی ہے جو اسے تالاب میں ملی تھی۔

وہ صرف سمجھ نہ سکا! ہر بار جب اس نے نیچے دیکھا تو اسے ایک مختلف چیونٹی نظر آئی! کیونکہ چیونٹیاں ہر جگہ موجود ہیں!

ایک بھارت کی لوک کہانی (شوبیتا پنجا کے دوبارہ بیان پر منحصر)



© Katha Jharna 2008

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Urdu Mohammad Naseem

Artist Uma Krishnaswamy

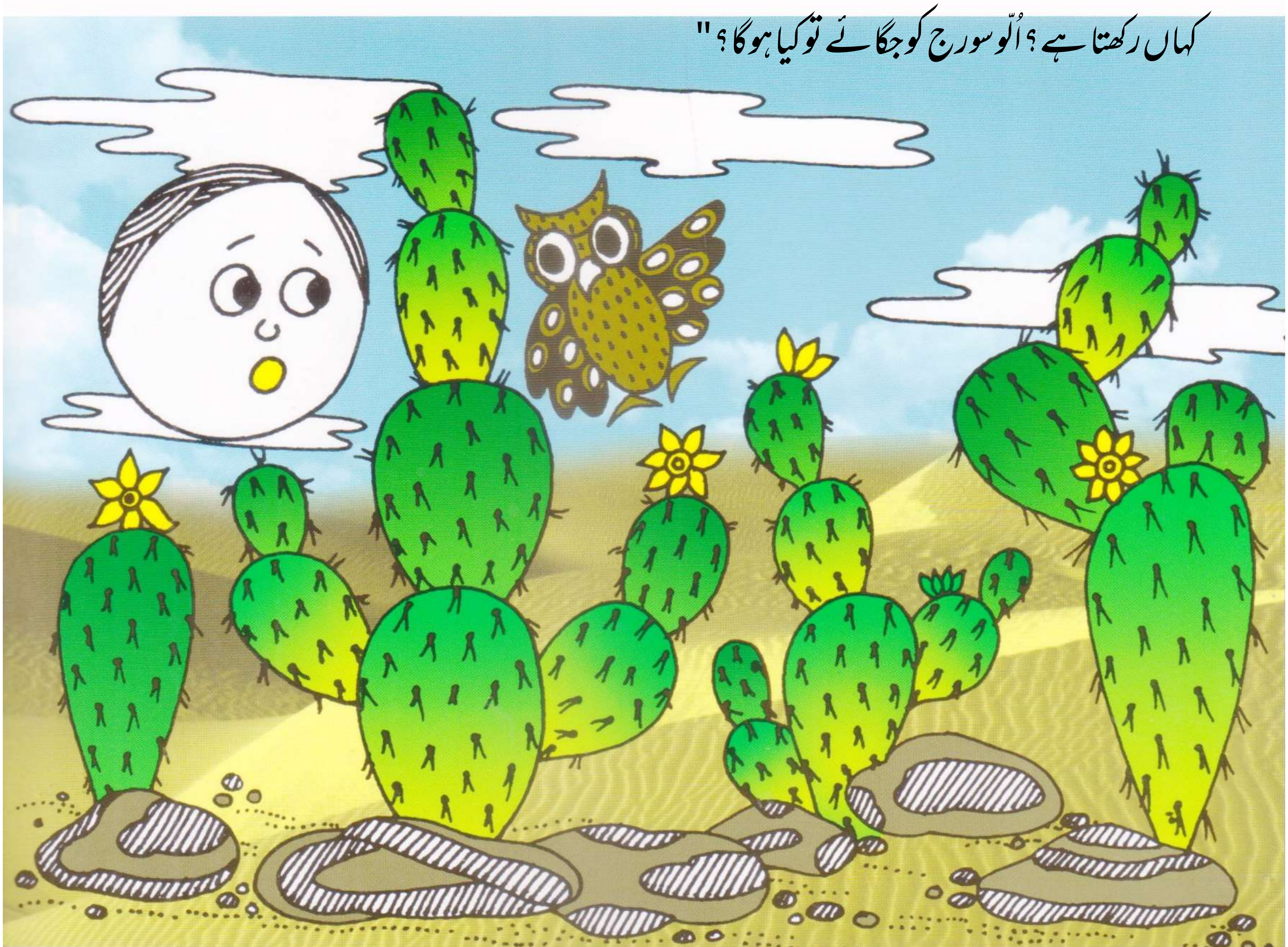
رات کو چاند کیوں چمکتا ہے

بہت پہلے، چانداور سورج آسمان پر ایک ساتھ چمک رہے تھے۔ ایک دن چاند نے سورج کی طرف دیکھااور سوچا، "سورج کتنا بڑا ہے اور کتنا روشن ہے!" چاند نے اپنے کو چھوٹا اور سست محسوس کیا۔

چاند نے اُلو سے مدد مانگنے کا فیصلہ کیا۔ تو، اس نے الّو کو جگایا اور کہا، "کیا تم یہ جان سکتے ہو کہ سورج اپنی روشنی کہاں رکھتا ہے؟ "خوشی سے!" الو نے کہا۔

"شکریہ!" چاند نے کہا. "میں اس ناگ پھنی کے پودے کے پیچھے تمہارا انتظار کروں گا۔"

الو اڑگیا۔ چاند انتظار کر رہا تھا۔ یہ خوف سے بھرا ہوا تھا۔ "اُلّو کو کیسے پتہ چلے گا کہ سورج اپنی روشنی کہاں رکھتا ہے؟ اُلّو سورج کو جگائے تو کیا ہو گا؟"



چاند پریشان اور پریشان رہا یہاں تک کہ وہ سو گیا۔

اگلی شام، چاند ناگ پھنی کے پودے کی طرف بھاگا۔ یہ غروب آفتاب تک بے چینی سے انتظار کرتا رہا، اب پھر باہر جھانکتا رہا کہ کیا اُلو آ رہا ہے۔

آخر الو واپس اڑ کر آ گیا۔ "آخر تم آ ہی گئے!" چاند نے کہا. "مجھے تمہاری فکر تھی۔"

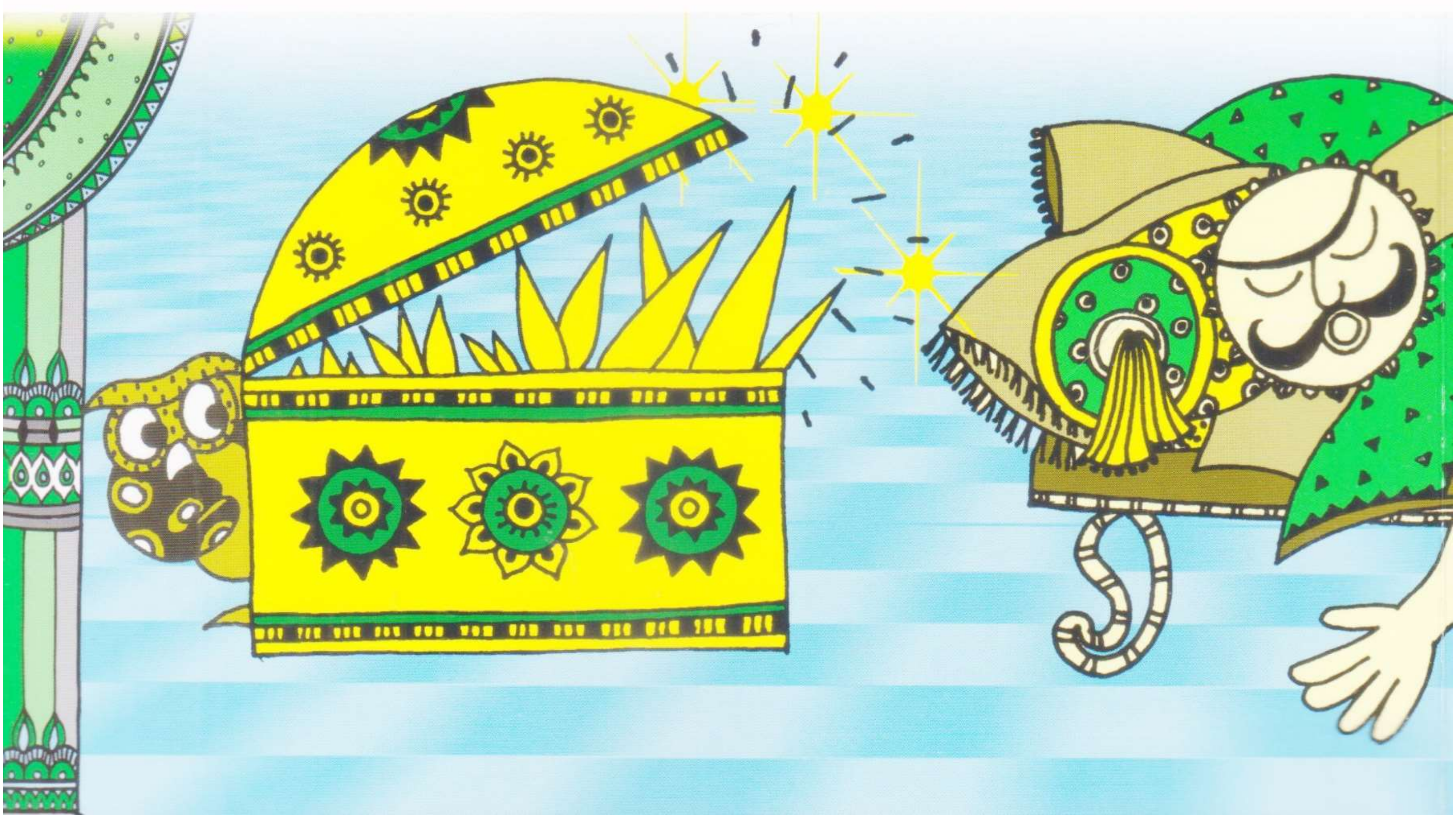
"سورج سونے سے پہلے اپنی روشنی سینے میں ڈال دیتا ہے،" الو نے سرگوشی میں کہا۔

تم مجھ پر ایک اور احسان کرو گے؟" "چاند نے سرگوشی میں پوچھا۔ "اوہ، شکریہ!"

"ضرور،" الو نے کہا۔

کیا تم مجھے سورج کی روشنی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا لا کر دو گے؟" "ہیں کروں گا!" الو نے کہا۔

" آؤ کل سورج ڈوبنے کے وقت یہاں ملتے ہیں،" چاند نے کہا۔



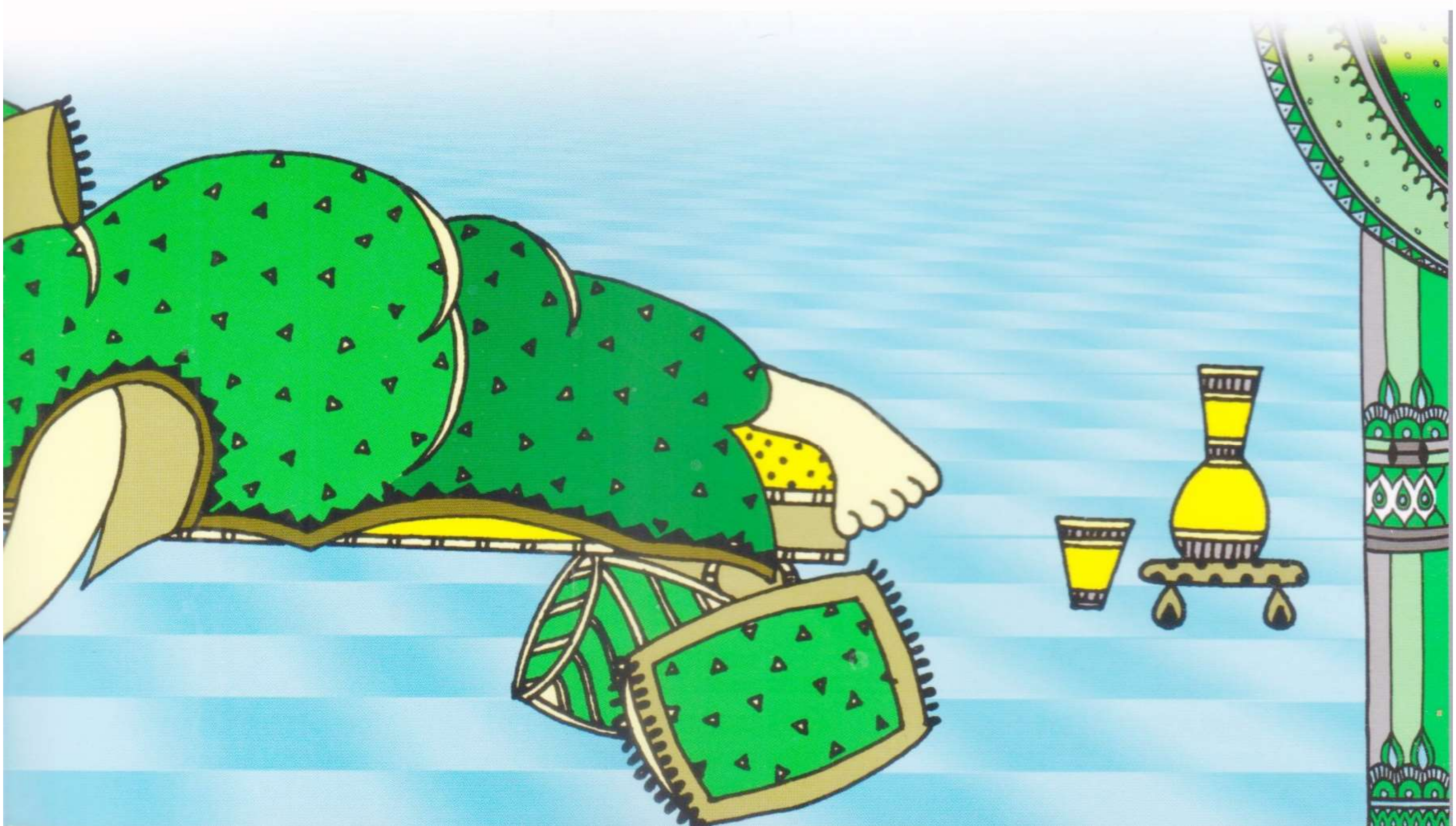
اس رات چاند کو نیند نہیں آئی۔ "اگر الو پکڑا گیا تو..." وہ پریشان ہوا۔ "کیا الو بغیر شور کیے اندر جا سکتا ہے؟" چانداس رات اور اگلے دن خوف سے انتظار کرتا رہا۔

آخر کار غروب آفتاب کے فوراً بعد الو آ گیا! اس میں سورج کی روشنی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا تھا۔

"آپ کا شکریہ، میرے دوست!" چاند نے کہا۔ اس نے اپنے اوپر سورج کی روشنی ڈال دی۔ الو نے چاند کی تعریف کی۔ "اب تم واقعی روشن ہو!" اس نے کہا۔

مہینے گزر گئے۔ ہر رات الو سورج کے گھر اڑتا۔ یہ یقینی بنانے کے لیے اندر جھانکتا کہ سورج سو رہا ہے۔ پھر چاند کے لیے تھوڑی سی روشنی لے لیتا۔ آہستہ آہستہ چاند کی چمک بڑھتی گئی۔ وہ بہت خوش تھا!

لیکن ایک دن سورج نے چاند کی طرف دیکھا اور پھر خود کو نیچے دیکھا۔ اچانک احساس ہوا کہ چاند اپنی روشنی چرا رہا ہے! اس نے اپنے ہلکے سینے کی حفاظت کے لیے رات بھر جاگنے کا فیصلہ کیا۔



سورج نے آتے ہی الو کو دیکھا۔ اس نے الو کو چاند کی روشنی لیتے ہوئے دیکھا۔ سورج نے الو کے پیچھے چل کر دیکھا کہ چاند کو روشنی دیتا ہے۔ اس نے چاند کو روشنی ڈالتے دیکھا۔ فوراً ہی سورج کا مقابلہ چاند سے ہوا۔ "تم نے میری روشنی کیوں چرائی ؟" اس نے مطالبہ کیا۔

"تم مجھ سے بہت زیادہ روشن ہو! اسی لیے!" چاند نے کہا۔

پھر سورج نے چاند کی ساری روشنی چھین لی۔ اس نے چاند کو حکم دیا کہ وہ دن میں سوئے اور صرف رات کو باہر نکلے۔

الو نے اپنے دوست کو تسلی دی : "غم نہ کرو!" اس نے کہا. "میں ہر رات تمہارے لئے کچھ روشنی لاؤں گا۔"

اور یہ وہی کرتا ہے. ہر رات وہ سورج کی روشنی کا تھوڑا سا حصہ چرا لیتا ہے۔ لہذا چاند ہمیشہ روشن اور خوبصورت ہوتا ہے۔ پھر طلوع فجر سے پہلے چاند الو کو روشنی دیتا ہے اور الو اسے واپس سورج کے سینے میں ڈال دیتا ہے۔

اور آج تک اس کا پتہ نہیں چل سکا سورج کو!

ایک مقامی امریکی کہانی سے نروپما راگھون نے ڈھالا



Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

Urdu Mohammad Naseem

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Artist Uma Krishnaswamy

شیبی اور عقاب



بہت پہلے بادشاہ شیبی کاشی کی سرزمین پر حکومت کرتا تھا۔ شیبی اپنے تمام معاملات میں سچا اور انصاف پسند تھا۔ وہ ہر ایک کے ساتھ شفقت کرنے والا اور نہائیت مہربان تھا، اور تمام جانداروں سے ہمدردی محسوس کرتا تھا۔

ایک دن بادشاہ اپنے باغ میں تھا کہ ایک کبوتر تیزی سے اڑتا ہوا آیا۔ "مجھے بچا لو! مجھے بچا لو!" یہ رویا.



"ڈرو مت!" شیبی نے کہا. "میں تمہیں بچا لوں گا۔" اس نے کبوتر کو بازوؤں میں پکڑ لیا۔

یکدم ایک عقاب آسمان سے نیچے اترا۔ "وہ کبوتر مجھے دے دو!" اس نے کہا.

"میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں اسے بچا لوں گا،" شیبی نے کہا۔ "اور میں اپنے الفاظ کو کبھی واپس نہیں لیتا۔"

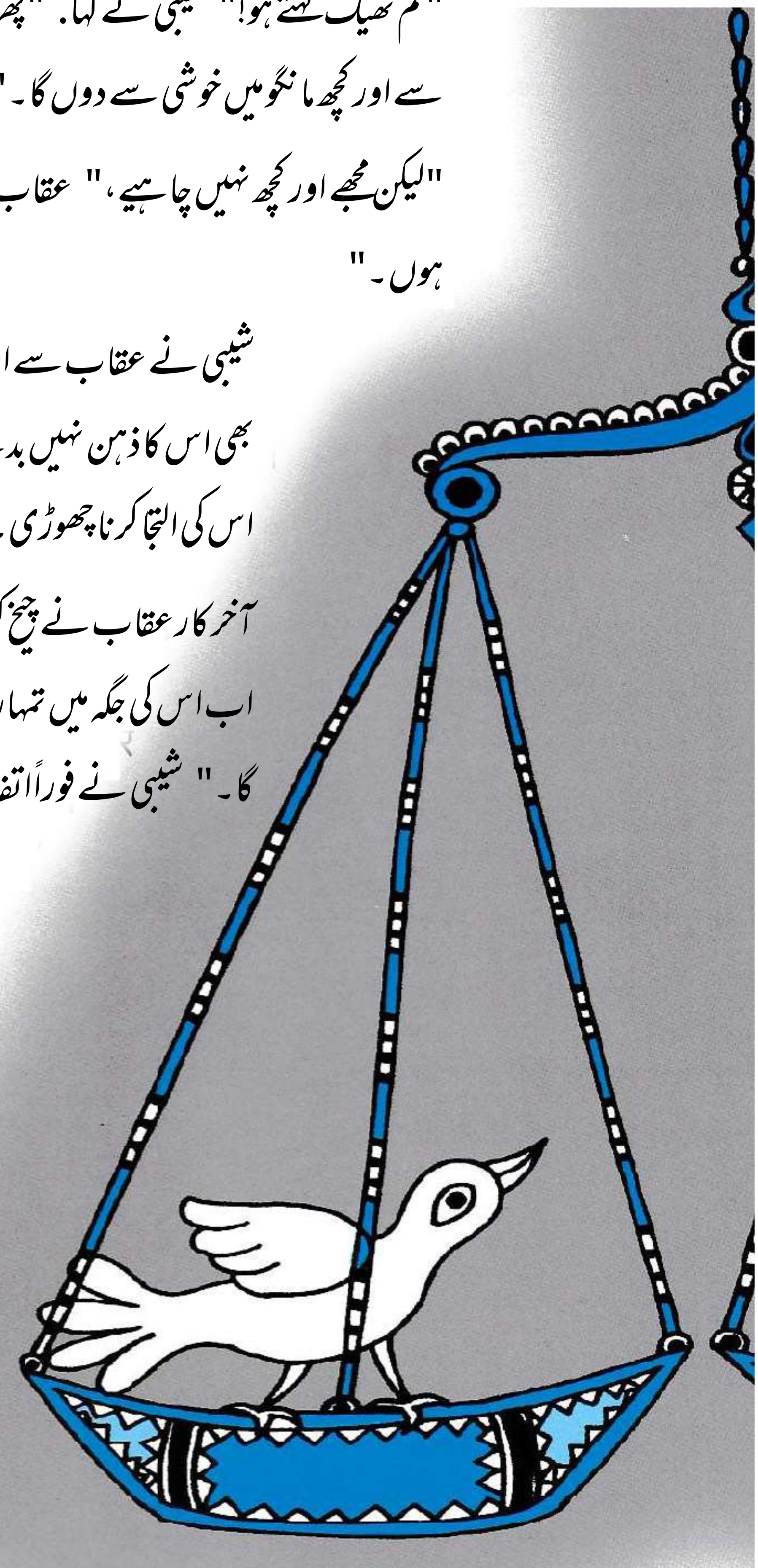
"یہ کبوتر میرا شکار ہے،" عقاب نے کہا۔" یہ میرے کنبہ کا خوراک ہے۔ آپ میرے خاندان کو ان کے کھانے سے کیسے منع کر سکتے ہو؟"

"تم ٹھیک کہتے ہو!" شیبی نے کہا. "پھر بھی یہ کبوتر آج تمہارا شکار نہیں بنے گا۔ مجھ سے اور کچھ مانگو میں خوشی سے دوں گا۔"

"لیکن مجھے اور کچھ نہیں چاہیے،" عقاب نے کہا۔ "یہ چھوٹا کبوتر وہی ہے جو میں چاہتا ہوں۔"

شیبی نے عقاب سے استدلال کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کچھ بھی اس کا ذہن نہیں بدلے گا۔ وہ اٹل تھا۔ اور نہ ہی شیبی نے اس کی التجا کرنا چھوڑی۔

آخر کار عقاب نے چیخ کر کہا، "تم نے کبوتر کو بچا لیا ہے! اور اب اس کی جگہ میں تمہارے جسم کے گوشت کے برابر حصہ لوں گا۔" شیبی نے فوراً اتفاق کیا۔



اس حیران کن جھگڑے کی خبر تیزی سے پھیل گئی۔ باغ میں تماشائیوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا۔ دیوتا بھی اوپر سے دیکھ رہے تھے۔

وہاں ایک بہت بڑا ترازو لایا گیا۔ شیبی نے آہستہ سے کبوتر کو پلڑوں میں سے ایک پر رکھا۔

پھر اپنی ران کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دوسری پلڑے میں رکھ دیا۔

حیرت! شیبی کے ٹکڑے والا پلڑا نیچے جھک گیا، لیکن کبوتر والا پلڑا اور بھی نیچے جھک گیا!
دیکھنے والے صدمے سے منجمد کھڑے تھے۔ ایسا نہیں شیبی۔ اس نے بس اپنی ران کا ایک اور ٹکڑا ترازو میں رکھ دیا۔

لیکن پھر بھی کبوتر کا پلڑا اس کے پلڑے سے نیچے رہا!

شیبی نے اپنے زیادہ سے زیادہ ٹکڑے ترازو پر ڈالے۔ لیکن کبوتر کا پلڑا نیچے ہی رہا۔



آخر کار بادشاہ نے اپنے پورے جسم کو پلڑے میں ڈال دیا۔ آخر میں دونوں پلڑے ساتھ ساتھ لٹک گئے۔ "وہاں،" شیبی نے کہا۔ "تمہاری مانگ پوری ہوئی۔"

تمام تماشائی بادشاہ کی قربانی سے بہت متاثر ہوئے۔
"شبی! شیبی!" انہوں نے بلایا۔
دیوتاؤں نے خود پھول بکھیرے۔ اُنہوں نے اُس کی تعریف کی اور دعا دی۔



انہوں نے شیبی سے کہا، "کسی اور بادشاہ نے کہا ہوگا، 'یہ صرف ایک چھوٹا سا پرندہ ہے۔ میری جان زیادہ قیمتی ہے!' لیکن تم نے اپنے قول پر سچے تھے اور اس کی زندگی کے لیے اپنی جان کی پیشکش کی تھی کہ دنیا تمہیں ہمیشہ عزت دے گی۔"

اب عقاب اور کبوتر نے اپنی خدائی شکل اختیار کرلی۔ وہ صرف بادشاہ کا امتحان لینے آئے تھے! تمام دیوتاؤں نے شیبی کو ایک بار پھر دعا دی اور غائب ہو گئے۔

مہابھارت کی ایک کہانی



Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Urdu Mohammad Naseem

Artist Uma Krishnaswamy

فرمانبردار طلباء

ایک اچھے دن ایک ماسٹر اور اس کے شاگرد سفر پر نکلے۔ وہ ایک بیل گاڑی میں سفر کر رہے تھے۔

ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ ہوا گرم تھی۔ ارد گرد کے کھیتوں سے میٹھی خوشبو آ رہی تھی۔ گاڑی آہستہ سے آگے پیچھے ہچکولے لے رہی تھی۔ ماسٹر آرام سے ایک خوشگوار نیند میں سو گئے۔

ایک دم سے راستہ ناہموار ہو گیا۔ گاڑی ہچکولے لینے لگی۔ ماسٹر کی پگڑی سر سے پھسل کر زمین پر گر گئی!

طلباء کانپ اٹھے۔ کیا کرنا چاہیے؟

ماسٹر نے کہا تھا، "پہلے پوچھے بغیر کبھی کچھ نہ کرنا!"

ٹھیک ہے، انھوں نے اس پگڑی کو راستے میں پڑا رہنے دیا!



ماسٹر نے آنکھیں کھول دیں۔ "میری پگڑی کہاں ہے؟" انھوں نے پوچھا. طلباء نے اسے بتایا کہ کیا ہوا تھا۔

"بے وقوف! بیکار لوگ!" اس نے ڈانٹا. "تم نے پگڑی کو زمین پر گرتے دیکھا! تم اسے کیسے نہیں اٹھا سکے؟" پھر ان کو حکم دیا کہ اب سے جو کچھ گر جائے اسے اٹھاؤ۔

تیزی سے اس کی آنکھیں بند ہونے دیں۔ لیکن طالب علموں نے پلک جھپکنے کی بھی ہمت نہیں کی! انہوں نے اس بات کو یقینی بنایا کہ کچھ بھی گاڑی میں سے نہ گرے۔

راستے میں وہ تکلیف برداشت کررہے۔ اچانک بیل نے گوبر کا ڈھیر گرادیا۔ طلباء کانپ گئے اور ڈر گئے! کیا کرنا چاہیے؟

ٹھیک ہے، انہوں نے اس سارے گوبر کو ایک ٹوکری میں اکٹھا کیا۔ پھر انہوں نے ٹوکری کو گاڑی میں ڈال دیا!



جلد ہی ماسٹر کی آنکھ کھل گئ۔ اسے گاڑی میں موجود گوبر کا علم ہوگیا۔ "یہ کیا ہے؟!" وہ چیخا۔

"آپ نے ہمیں کہا تھا کہ جو بھی گرے اسے اٹھا لو!" طلباء نے کہا. "ہم نے یہی کیا!"

ماسٹر کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ انہوں نے طلبہ کو خوب ڈانٹ پلائی۔ پھر اُس نے اُنسے گاڑی سے گوبر پھینکوایا۔ واہ!

اب ماسٹر نے دو فہرستیں لکھیں: وہ چیزیں جو گرنے کی صورت میں اٹھالی جانی چاہئیں اور وہ چیزیں جنھیں گرنے پر نہیں اٹھایا جانا چاہیے۔ انہوں نے طلباء کو فہرستیں دیں۔ پھر وہ واپس سو گیا۔

یہ سفر انہیں کھیتوں اور دیہاتوں کے درمیان لے گیا جس کے درمیان جنگلی دیہی علاقوں کے حصے تھے۔ وہ ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں زمین بہت کھردری تھی۔ اچانک گاڑی بے ترتیبی سے ہچکولے لینے لگی۔ ماسٹر گڑھے میں گر گیا!

"مجھے یہاں سے نکالو!" وہ چلایا۔ طلباء کانپ اٹھے اور ڈر گئے۔ انہوں نے ان فہرستوں کو دیکھا جو ماسٹر نے انہیں دی تھیں۔

پھر، "جی ماسٹر! آپ کا نام فہرستوں میں نہیں ہے، لہذا، ہمیں گڑھے سے نکلنے میں آپ کی مدد نہیں کرنی چاہیئے!" وہ اس کے اوپر واپس چلائے۔



ماسٹر نے منت کی اور التجا کی۔ لیکن طلبہ باز نہ آئے۔ "آپ ہمارا امتحان لے رہے ہیں! یہ بہت واضح ہے!" انہوں نے کہا۔ "ہم آپ کی نافرمانی نہیں کریںگے، ماسٹر!"

ٹھیک ہے، اب ماسٹر مجبور حالت میں تھا۔ اسے گڑھے سے نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آرہا تھا۔ اس نے سوچا اور سوچا۔

آخر میں، اس نے طلباء سے کہا کہ وہ اسے فہرستیں دیں۔ پھر اس نے قلم مانگا۔ پھر اس نے وہ فہرست لی جس میں ان چیزوں کا نام دیا گیا تھا کہ اگر وہ گاڑی سے گریں تو انہیں اٹھانا ہے۔ استاد نے اپنا نام اس فہرست میں شامل کرلیا۔ پھر اس نے فہرستیں طلبہ کو واپس دیں۔

ایک کے ساتھ "ایک، دو، تین!" طلباء نے ماسٹر کو گڑھے سے باہر نکالا۔ واپس گاڑی میں بیٹھ گیا۔

سفر جاری رہا۔ گاڑی آہستہ سے ہچکولے لیتی رہی۔ طلباء نے آرام کیا۔ ان میں سے کچھ سو گئے۔ لیکن ماسٹر نہیں۔ اس نے اپنی آنکھیں کھلی رکھی!



Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Urdu Mohammad Naseem

Artist Uma Krishnaswamy

طوطے کے جواہرات

ایک دفعہ ایک سوداگر کے پاس ایک بات کرنے والا طوطا تھا۔ اس نے طوطے کی بہت قدر کی، اور اسے رہنے کے لیے چاندی کا پنجرہ خریدا۔ وہ گھنٹوں بیٹھا اس کی دانشمندانہ باتیں سنتا رہتا۔

طوطے نے خوشی سے اس کے تمام سوالوں کا جواب دیا۔ لیکن اس نے ہمیشہ کہا، "مجھے اپنے پنجرے سے باہر آنے دو۔ میں آزاد ہونا چاہتا ہوں۔"

غریب سوداگر جواب دیتا، "اس کے سوا کچھ بھی! میں تمہیں اس کے سوا کچھ بھی دوں گا!"

ایک دن طوطے نے کہا اگر آپ مجھے جانے دیں تو میں آپ کو تین لازوال اقوال بتاؤں گا۔



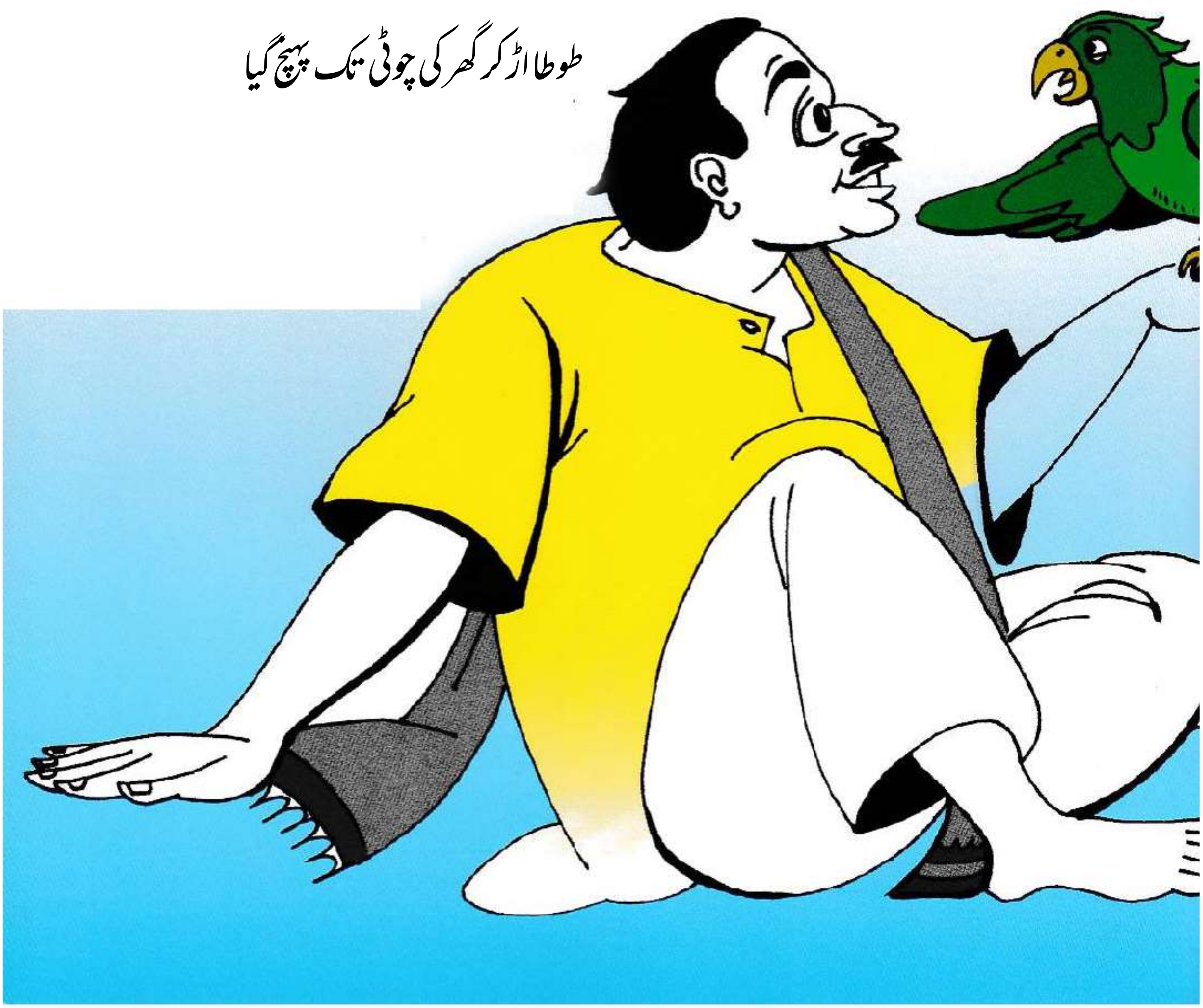
سوداگر نے سوچا، "زندگی بھر کے جوابات کے مقابلے میں صرف تین اقوال؟" اس نے انکار کے لیئے منہ کھولا۔

پھر اس نے مشاہدہ کیا، "اگر میں طوطے کو اس کے پنجرے میں رکھوں گا تو وہ میرے کسی بھی سوال کا جواب دے گا۔ لیکن کیا ہوگا اگر میں کبھی صحیح سوال نہ کروں؟ میں تین لازوال اقوال کبھی نہیں سنوں گا! "

تو اس نے کہا، "طوطا، میں تمہیں جانے دوں گا!" اس نے پنجرہ کھولا تو طوطا اڑ گیا۔ یہ سوداگر کے ہاتھ پر آگیا۔ "یہ پہلا قول ہے،" اس نے کہا۔ "کھوئے ہوئے خزانے پر مت رونا۔"

"تم مجھے کوئی نئی بات نہیں بتا رہے ہو!" سوداگر نے کہا۔۔

طوطا اڑ کر گھر کی چوٹی تک پہنچ گیا



" یہ اگلا قول ہے : جو کچھ آپ سنتے ہیں اس پر یقین نہ کریں۔ " اب سوداگر واقعی پریشان تھا۔ "میں یہ پہلے ہی جانتا ہوں! مجھے کچھ بتائیں جو میں نہیں جانتا! "

طوطا ہنسا۔ "تمہیں کچھ بتاؤ جو تم نہیں جانتے؟ ٹھیک ہے : میں اپنے پیٹ میں قیمتی پتھر لے جا رہا ہوں! "

یہ بات یقین سے بالاتر تھی۔ "قیمتی پتھر! اور یہ سوچنا کہ میں نے تمہیں آزاد چھوڑ دیا!" سوداگر نے سر ہلایا۔ "کتنا احمق ہوں میں! میں زندگی بھر اس فیصلے پر پچھتاؤں گا! "

فوراً طوطے نے کہا، "ایک منٹ پہلے میں نے تم سے کہا تھا، 'کھوئے ہوئے خزانے پر مت روؤ۔' اور یہاں آپ ایسا ہی کر رہے ہیں۔ "

سوداگر بے زبان تھا۔



"اس کے بعد، میں نے کہا، 'جو کچھ تم سنتے ہو اس پر یقین نہ کرو!' لیکن آپ کو یقین ہے کہ میرے پیٹ میں قیمتی پتھر ہیں! "

سوداگر نے چڑیا کو گھور کر دیکھا۔ "میں..." اس نے شروع کیا۔

طوطے نے اسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا، "میری طرف دیکھو، میں تمہارے گھر کی چھت تک کیسے پہنچا؟ پیٹ میں قیمتی پتھر رکھ کر کیا میں اڑ سکتا ہوں؟"

طوطا سچ بول رہا تھا!

کاش سوداگر اپنے الفاظ واپس لیلیے ! اس حیرت انگیز پرندے نے اسے گھنٹوں دل بہلایا تھا۔ وہ اسے مارنے کا سوچ بھی کیسے سکتا تھا۔

"مجھے افسوس ہے،" اس نے کہا۔

"اوراب،" طوطے نے کہا، "یہ میرا تیسرا اور آخری قول ہے : الفاظ صرف کانوں کے سننے کے لیے نہیں ہوتے، بلکہ ذہن میں سمجھنے کے لیے بھی ہوتے ہیں! الوداع! اور سمجھ کے ساتھ سننا یاد رکھیں! "

سوداگر منہ کھولے کھڑا طوطے کو اڑتا ہوا دیکھتا رہا۔



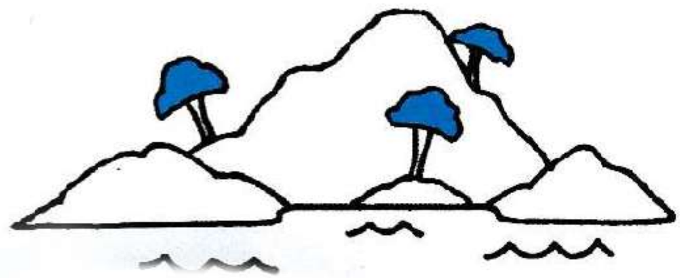
P. Saraswati V. Vijayakanthi
L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation
Urdu Mohammad Naseem
Artist Uma Krishnaswamy

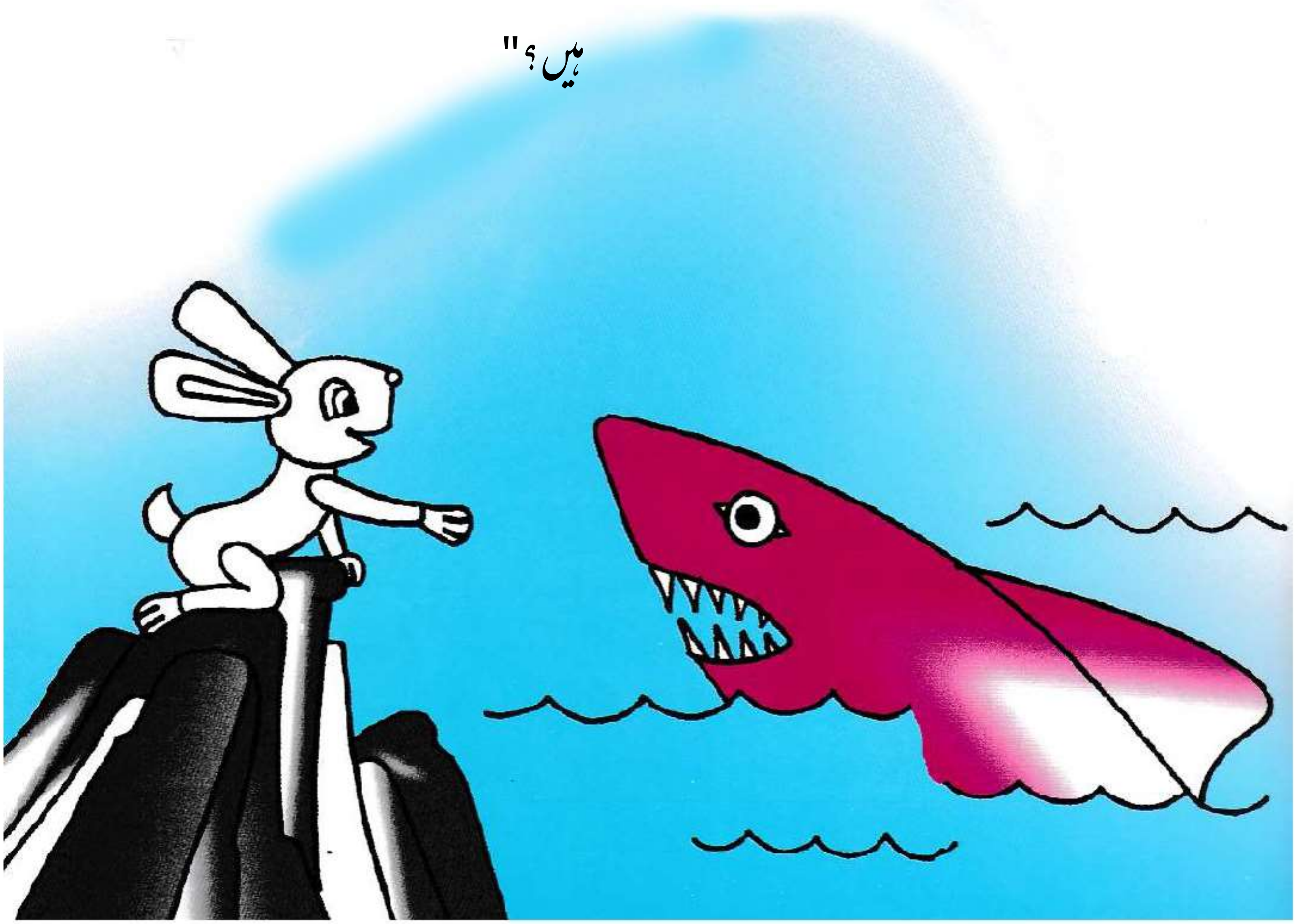
وہ خرگوش جس نے سمندر کو عبور کیا

ایک دفعہ ایک چھوٹا خرگوش تھا جو سمندر سے پیار کرتا تھا۔ یہ گھنٹوں ساحل پر بیٹھ کر لہروں اور سمندری پرندوں اور جوار کے ساتھ تیرنے والی تمام چیزوں کو دیکھتا رہتا۔

پانی کے اس پار ایک چھوٹا سا جزیرہ زیادہ دور نہیں تھا۔ کچھ دنوں میں یہ جزیرہ بادلوں یا دھند سے چھپا ہوا تھا۔ لیکن دوسرے دنوں میں خرگوش اسے صاف دیکھ سکتا تھا۔



جزیرے نے خرگوش کی تخیل پر قبضہ کر لیا۔ "وہاں کون رہتا ہے؟" اس نے تعجب کیا. "کیا وہاں کھیلنے کے لیے خوبصورت باغات اور میدان ہیں؟"

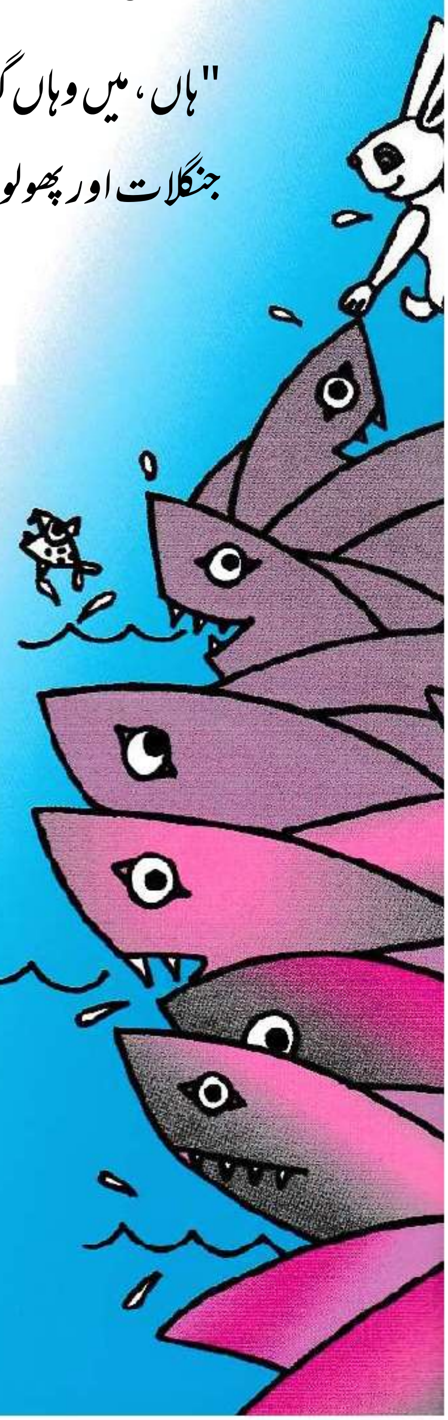


اب جب بھی خرگوش بیٹھ کر سمندر کی طرف دیکھتا تو اس کی نظر جزیرے پر جم جاتی ۔ اس کے دل میں وہاں جانے کی خواہش پیدا ہوئی ۔ لیکن کیسے ؟

ایک دن شارک نے دیکھا کہ خرگوش پانی کے اس پار گھور رہا ہے ۔ شارک نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا ، "دوست خرگوش ، تم کیا دیکھ رہے ہو؟"

خرگوش نے کہا ، "میں جزیرے کو دیکھ رہا ہوں ، یہ بہت خوبصورت ہے ! کیا تم وہاں گئے ہو؟"

"ہاں ، میں وہاں گیا ہوں ، " شارک نے کہا ۔ "یہ واقعی خوبصورت ہے ۔ یہاں ساحل اور جنگلات اور پھولوں سے بھرے کھیت ہیں ۔ "



خرگوش کا دل جانے کی خواہش سے چھلک رہا تھا ۔ لیکن یہ شارک سے مدد کے لیئے کہنے سے ڈرتا تھا ۔ کیونکہ شارک بہت مضبوط تھی اور خرگوش چھوٹا اور کمزور تھا ۔

خرگوش جانتا تھا کہ اسے ایک منصوبہ کی ضرورت ہے ۔ اس نے اس کی مدد کرنے کے لیے شارک کو دھوکہ دینے کا فیصلہ کیا ۔ "مجھے بتاؤ ، دوست شارک ، " اس نے کہا ، "کس سے زیادہ تعلقات ہیں ، آپ یا میں ؟"

شارک ہنسی ، "کیوں ، میں ضرور کرتا ہوں ! میرے رشتہ داروں نے پورے سمندر کو آباد کر دیا ہے ! "

کیا آپ مجھے دکھائیں گے ؟" خرگوش نے پوچھا. "کیا آپ انہیں بلائیں گے اور ان کی گنتی کے لیے لائن لگائیں گے ؟"



"کیوں نہیں؟" شارک نے کہا۔

جلد ہی جزیرے تک شارک مچھلیوں کی ایک لکیر پھیلی ہوئی تھی۔

اب ہم دیکھیں گے!" خرگوش نے کہا۔ "اگر وہاں خرگوش سے زیادہ شارک ہیں، تو میں آپ کے لیے انعام کا مقروض ہوں گا! لیکن اگر شارک سے زیادہ خرگوش ہیں، تو آپ مجھے انعام دیں گے۔ اتفاق کیا؟"

"اتفاق ہوا!" شارک نے کہا۔

خرگوش نے کہا، "میں تمہارے رشتے داروں کو گننے جا رہا ہوں۔" "میں یہ کام ان کی پیٹھ پر چل کر کروں گا۔"

خرگوش نے احتیاط سے پہلی شارک کی پشت پر قدم رکھا اور شمار کیا، "ایک!" اس نے دوسری شارک کی پشت پر احتیاط سے قدم رکھا اور گنتی ہوئی، "دو!" یہ جزیرے تک تمام راستے قدم بڑھاتا اور گنتا رہا۔ اس کا نیا دوست اس کے ساتھ تیرا اور اسے صحیح طریقے سے گنتی رکھنے میں مدد کی۔

آخر کار جب خرگوش نے زمین پر قدم رکھا تو اسے کافی سکون ملا۔ یہ شارک کی طرف متوجہ ہوا اور کہا۔

"دوست شارک ، مجھے لگتا ہے کہ یہاں شارک سے زیادہ خرگوش ہیں ۔ لیکن مجھے یقین نہیں ہے ۔ اس لیے میں یہاں جزیرے پر اپنے کزنز کو گننے جا رہا ہوں ۔ جب میں گنتی ختم کر لوں گا ، میں آ کر تمہیں فون کروں گا ۔ ٹھیک ہے ؟"

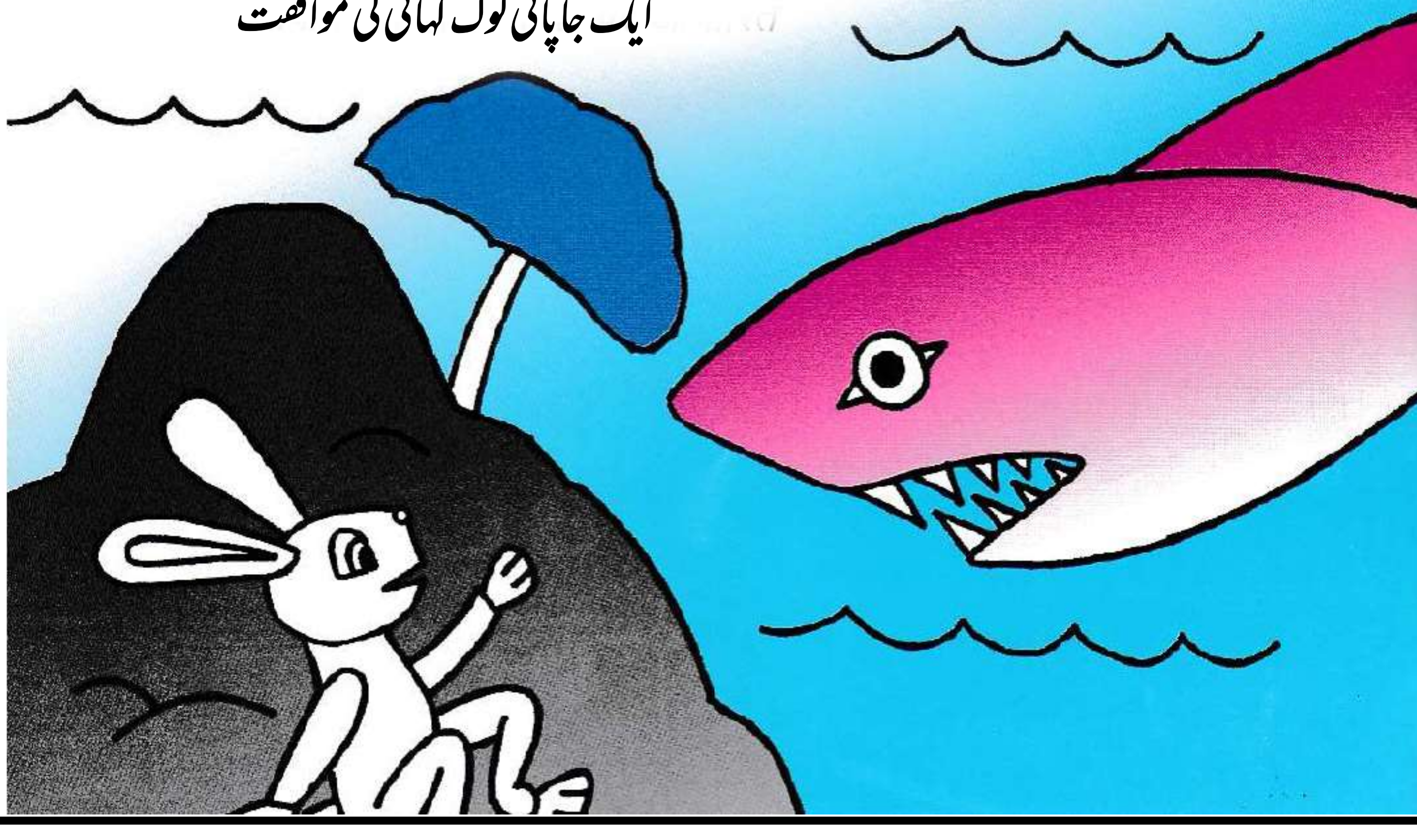
" ٹھیک ہے ،" شارک نے کہا ۔

"اپنے رشتے داروں کی کل تعداد مت بھولنا !" خرگوش نے کہا. پھر یہ جزیرے کی تلاش کے لیئے بھاگا ۔

چند ہفتوں کے بعد اس نے واپس آنے کا فیصلہ کیا ۔ یہ ساحل پر گیا اور شارک کو بلایا ۔ لیکن صرف چھلکتی لہروں نے اس کی پکار کا جواب دیا ۔

گھر واپس کیسے جائے ؟ خرگوش ایک چٹان پر بیٹھا اور سوچا... ایک دن اسے ایک نیا خیال آیا...

ایک جاپانی لوک کہانی کی موافقت



Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Urdu Mohammad Naseem

Artist Uma Krishnaswamy

ہم کون ہیں؟



زمین پر پھول ابھی تک مسکرا رہے ہیں۔
جبکہ پھل زمین کے اندر چھپے ہوئے ہیں!

ہم اپنی پتلی سیاہ کھالوں میں چھپ جاتے ہیں۔
بھگونے کے بعد، ہماری کھالیں پھٹ جاتی ہیں۔
مقوی اڈلی اور ڈوسا بنانے کے لیئے تیار ہے۔

اس کے لمبے تنے پر ہلنا اور ناچنا
یہ سر جھکا لیتا ہے۔
اور اس کے سنہری جھالر کو لہراتا ہے۔



میں کریم رنگ یا موتی سفید ہوں۔
میں تیل سے بھرا ہوا ہوں۔
میرے پاس گری دار میوے کا ذائقہ ہے۔
میں پروٹین اور وٹامنز سے بھرپور ہوں۔
تم میرے ایک ہزار کو ایک ہاتھ میں پکڑ سکتے ہو!

یہ ننھے میرون موتیوں کی مالا
کون ان کو اکٹھا کر سکتا ہے؟
اگر وہ گرے تو کون ان کو اکٹھا کر سکتا ہے؟

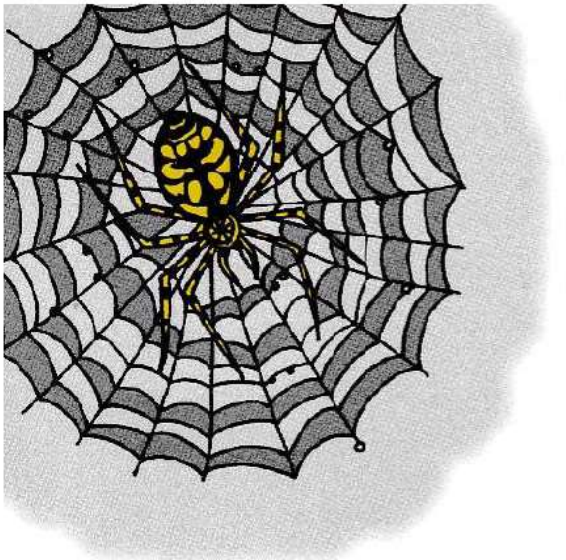
ریشمی پیلے رنگ کے پٹے۔
ہلکی سبز شالوں کے اوپر:
ایک سنہرا خزانہ کھڑا ہے۔
ان دیواروں کے اندر

اگر یہ آپ کو مارتا ہے،
کیا درد!
اگر آپ اسے کھاتے ہیں،
کیا خوشی!



راگی، گنا، دھان، تل، مونگ پھلی، کالے چنے، مکئی







وہ مٹی میں پیدا ہوا ہے۔
وہ مٹی میں دھنستا ہے۔
وہ مٹی میں پلتا ہے
یہ ذہانت مٹی کو زرخیز بناتی ہے۔

میری بڑی آنکھیں ہر طرف دیکھ سکتی ہیں۔
میں گھر کے کسی بھی کونے میں اڑ سکتا ہوں۔
مجھے کھانا پسند ہے جو آپ تیار کر رہے ہیں۔
اور وہ کھانا جو آپ پھینک رہے ہو۔
اور اگر آپ مجھ پر حملہ کرتے ہیں تو میں ہمیشہ بچ سکتا ہوں!

مٹی سے بنے اپنے محل میں
چھوٹے گورے محنت کرتے ہیں۔
اندر جھانکیں: آپ کو کنڈلی میں سانپ مل سکتا ہے!

میں منڈلاتا ہوں اور ڈنک مارتا ہوں۔
میں اوپر اور نیچے تیزی سے آتا ہوں۔
میں آگے اور پیچھے اڑتا ہوں۔
میرے تیز پنکھ چپٹے ہوئے ہیں۔
پرواز میں بھی اور آرام میں بھی
میں سب سے تیز اور بہترین ہوں!

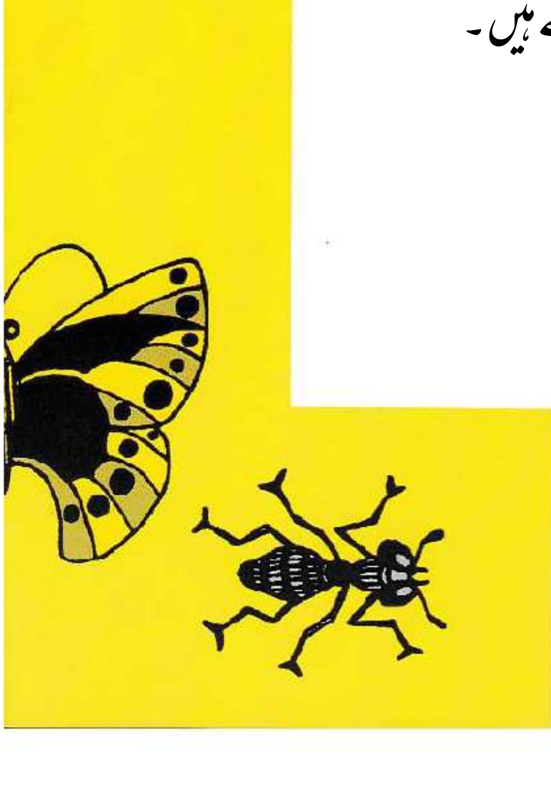
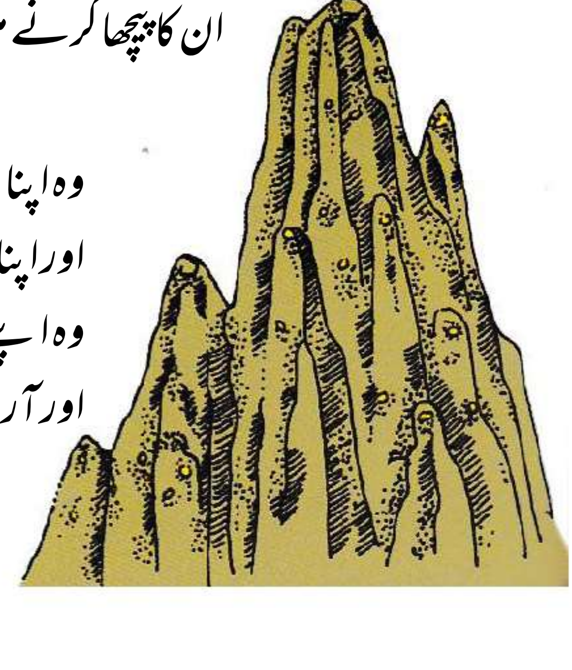
روشن اور رنگین اور ریشم کی طرح نرم
شکل کا مکرم اور کاغذ پتلا
کوئی انتظار کرتا ہے، کوئی پینے آتا ہے۔
کون سی پنکھڑی ہے اور کون سا بازو؟

یہ ایک چھوٹے سانپ کی طرح لگتا ہے۔
بھورے اور سرخ رنگوں میں
اس کی سینکڑوں ٹانگیں ہیں۔
اس کا کاٹنا زہریلا اور بہت تکلیف دہ ہے۔

میرے پاس ٹانگوں کے بے شمار جوڑے ہیں۔
لیکن میں بہت آہستہ حرکت کرتا ہوں۔
میں گرے ہوئے پتوں کو کھاتا ہوں۔
اگر تم مجھے چھو لو
میں ایک گیند میں رول کر سکتا ہوں۔

وہ روشنی کے رقص میں ایک ساتھ اڑتے ہیں۔
اندھیرے میں چمکتے اور ٹمٹماتے ہے۔
ان کا پیچھا کرنے میں بہت مزہ آتا ہے!

وہ اپنا دھاگہ گھماتی ہے۔
اور اپنا جال بُنتی ہے۔
وہ اپنے مہمان کو کھاتی ہے۔
اور آرام کرتی ہے۔

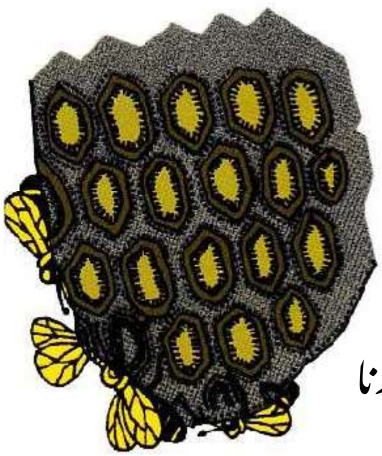






ایک ہزار لوگوں کے ساتھ محل میں
تمام طاقت صرف ایک خاتون کے پاس ہے۔

ہم بھورے رنگ کے ہیں۔
ہم نالیوں اور دراڑوں میں چھپ جاتے ہیں۔
ہم اندھیرے میں باہر آتے ہیں۔
لیکن اگر آپ اپنی لائٹ آن کریں تو ہم بھاگ جائیں گے۔

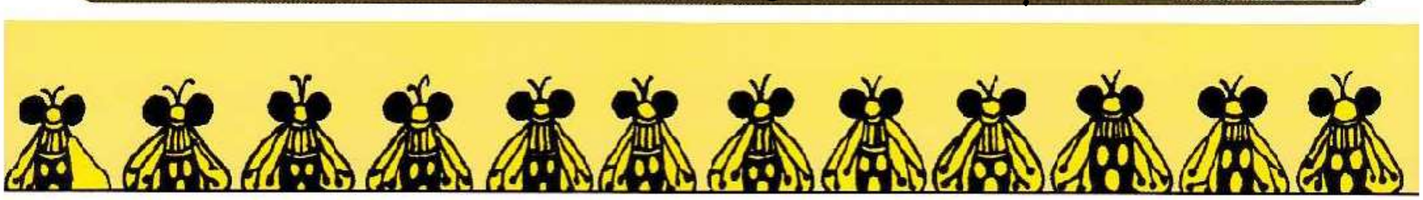
وہ ایک چھوٹا سا جیو ہے۔
گھنے جنگل میں گھومنا
وہ جس طرح چاہتا ہے شکار کرتا ہے۔
اس پر قابو پانے والا کوئی نہیں۔



ہماری کالونی کو کھانا کھلانا
ہم آرام کے بغیر محنت کرتے ہیں۔
اپنا بوجھ اٹھانا اور لے جانا
مل کر کام کرنا، ایک دوسرے کی مدد کرنا
اور ہمیشہ کچھ نہ کچھ تلاش کرنا

وہ بد تمیز ڈاکٹر آیا اور مجھے انجکشن لگا دیا۔
پھر وہ اپنی فیس پی کر چلی گئی۔

چیونٹی، مکھی، مچھر، گوجر، جگنو، تتلی، جوآں، دیمک، ڈریگن فلائی، مکڑی، ملکہ شہد مکھی، کیچوا، کنکھجورا، کاکروچ



Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

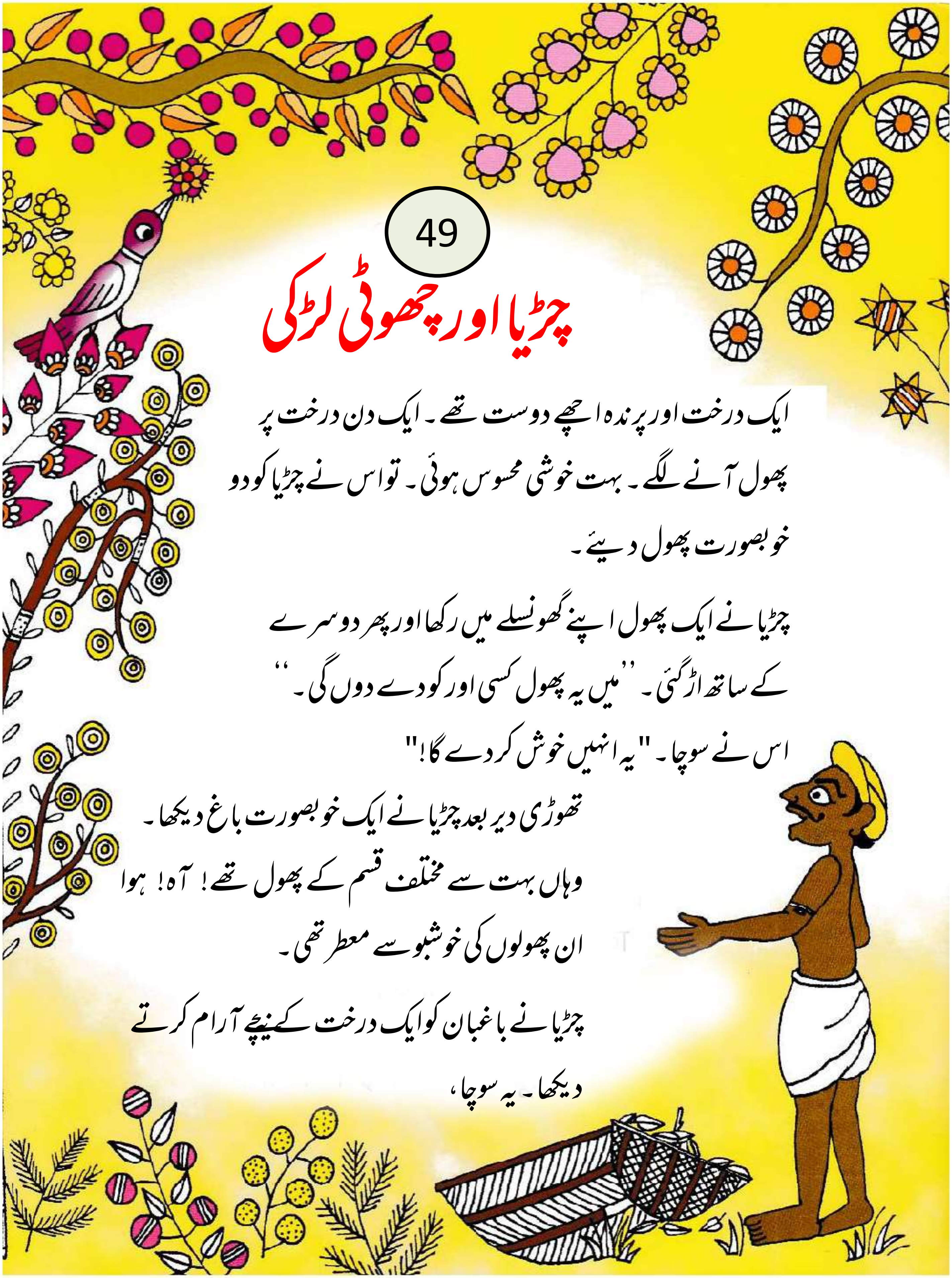
P. Saraswati V. Vijayakanthi
L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Urdu Mohammad Naseem

Artist Uma Krishnaswamy

49

چڑیا اور چھوٹی لڑکی



ایک درخت اور پرندہ اچھے دوست تھے۔ ایک دن درخت پر پھول آنے لگے۔ بہت خوشی محسوس ہوئی۔ تو اس نے چڑیا کو دو خوبصورت پھول دیئے۔

چڑیا نے ایک پھول اپنے گھونسلے میں رکھا اور پھر دوسرے کے ساتھ اڑ گئی۔ ''میں یہ پھول کسی اور کو دے دوں گی۔'' اس نے سوچا۔ "یہ انہیں خوش کر دے گا!"

تھوڑی دیر بعد چڑیا نے ایک خوبصورت باغ دیکھا۔ وہاں بہت سے مختلف قسم کے پھول تھے! آہ! ہوا ان پھولوں کی خوشبو سے معطر تھی۔

چڑیا نے باغبان کو ایک درخت کے نیچے آرام کرتے دیکھا۔ یہ سوچا،

" اس باغبان کو پھول بہت پسند ہیں ۔ کیا میں اسے اپنا پھول دوں ؟ "



چڑیا اڑ کر ایک شاخ پر جا بیٹھی ۔ باغبان نے اسے دیکھا تو وہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا، "کیا شاندار پھول ہم نے پکڑ رکھا ہے، براہ کرم یہ مجھے دے دو! میں اسے ایک پیالے میں رکھ دوں گا جہاں سب اسے دیکھیں گے ۔ وہ سوچیں گے کہ میرا باغ دنیا کا بہترین باغ ہے ۔ "

یہ سن کر چڑیا غصے سے اڑ گئی ۔ لیکن جلد ہی یہ پر سکون ہو گیا اور دوبارہ اپنی تلاش شروع کر دی ۔



تھوڑی دیر بعد اس نے رنگوں کا ایک جھرمٹ دیکھا- بہت سارے خوبصورت رنگ! چڑیا نے قریب آکر دیکھا کہ ایک آدمی کپڑے پر کڑھائی کر رہا ہے ۔

چڑیا نے سوچا، "یہ آدمی خوبصورتی کی بہت تعریف کرتا ہے، میں اسے پھول دوں گی۔" یہ اڑکر قریب ہی بیٹھ گئی۔

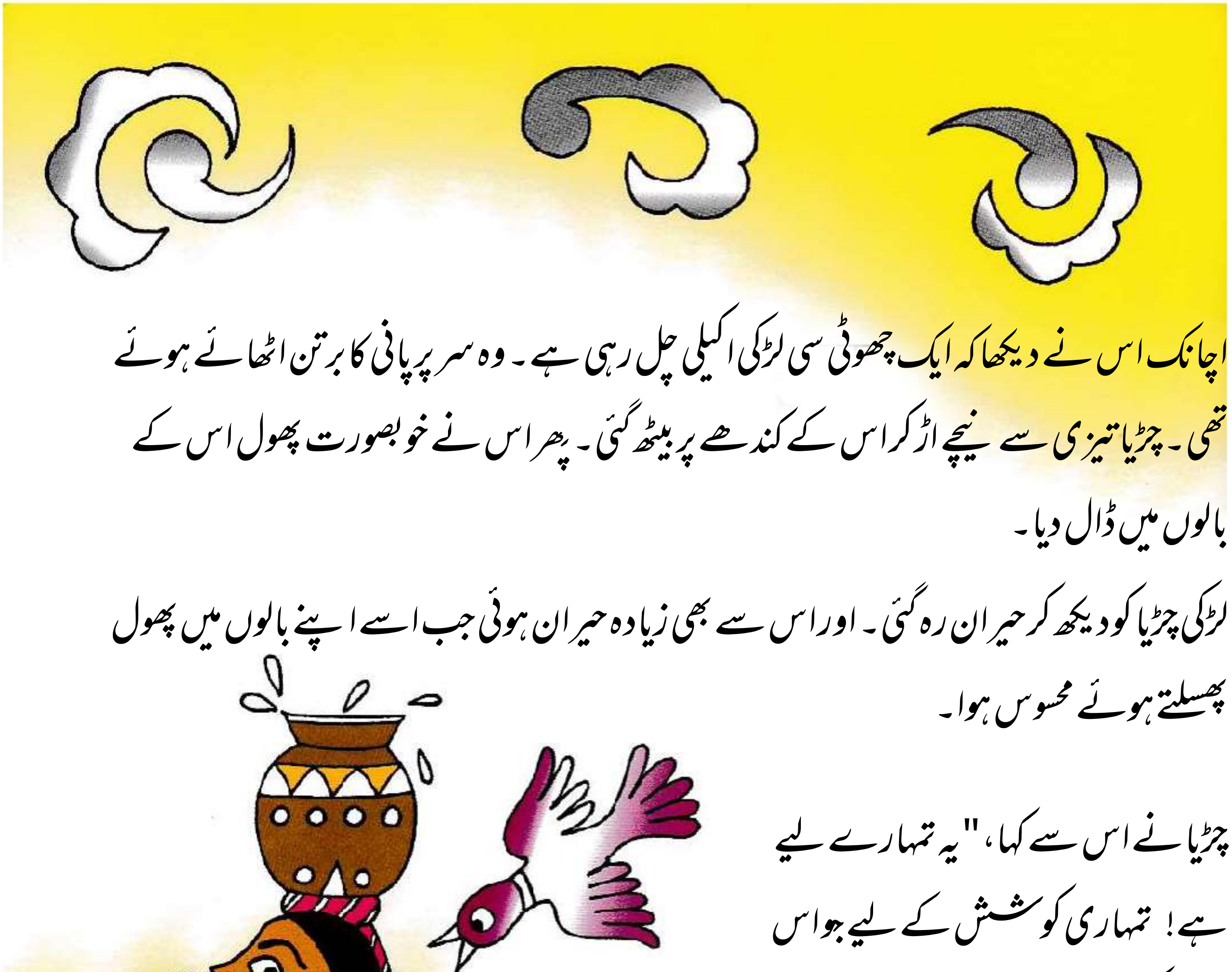
چڑیا کو دیکھ کر آدمی خوش ہوا۔ اس نے کہا، "آہ! تمہارے پاس اتنا شاندار پھول ہے! برائے مہربانی اسے مجھے دو۔ میری کڑھائی میں اس مخصوص ڈیزائن کی کمی ہے۔ اگر میں اسے شامل کروں تو میری کڑھائی دنیا میں سب سے بہترین ہوگی۔ میں یہ کپڑا بادشاہ کو تحفے میں دوں گا اور ہر کوئی میرے بارے میں جان جائے گا! "



چڑیا غصہ پھر سے ہوئی اور وہ اڑ گئی۔ پھر نیچے جھانک کر دیکھا تو کبوتروں کا جھنڈ نظر آیا۔ ایک عورت انہیں اناج کھلا رہی تھی۔ ''لگتا ہے یہ خاتون پرندوں کی دلدادہ ہے۔ میں اسے پھول دوں گی۔'' اس نے سوچا۔

چنانچہ یہ اُڑکر بھوکے کبوتروں کے پاس جا بیٹھی۔ اس خاتون نے چڑیا کو دیکھا اور چیخ کر بولی، "ارے! تمہارے پاس بہت خوبصورت پھول ہے، براہِ کرم اسے مجھے دے دو، میں اسے دیوتاؤں کو پیش کروں گی اور میری تمام خواہشات پوری ہو جائیں گی۔ "

چڑیا پھر غصے سے اڑ گئی



اچانک اس نے دیکھا کہ ایک چھوٹی سی لڑکی اکیلی چل رہی ہے۔ وہ سر پر پانی کا برتن اٹھائے ہوئے تھی۔ چڑیا تیزی سے نیچے اڑ کر اس کے کندھے پر بیٹھ گئی۔ پھر اس نے خوبصورت پھول اس کے بالوں میں ڈال دیا۔

لڑکی چڑیا کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ اور اس سے بھی زیادہ حیران ہوئی جب اسے اپنے بالوں میں پھول پھسلتے ہوئے محسوس ہوا۔

چڑیا نے اس سے کہا، "یہ تمہارے لیے ہے! تمہاری کوشش کے لیے جو اس پھول کی طرح خوبصورت ہے۔"

سشمیتا بنرجی۔

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

Urdu Mohammad Naseem

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Artist Uma Krishnaswamy

میرا نام کیا ہے ؟

ایک گرم، دھوپ والے دن، ای، مکھی، ایک کھیت میں بھنبھنا رہی تھی۔ اچانک اپنا نام بھول گئی! مکھی اڑ کر ایک بچھڑے کے پاس گئی اور پوچھا، "موٹے بچھڑے! موٹے بچھڑے! میرا نام کیا ہے ؟"

"میں نہیں جانتا،" بچھڑے نے کہا۔ "میری ماں سے پوچھو!" تو مکھی گائے کے پاس گئی اور کہنے لگی، " موٹے موٹے بچھڑے کی ماں! میرا نام کیا ہے ؟"

گائے نے کہا میں نہیں جانتی۔ اس چرواہے سے پوچھو جو مجھے پالتا ہے۔ تو مکھی چرواہے کے پاس گئی اور کہنے لگی، "میں موٹے موٹے بچھڑے اور بچھڑے کی ماں سے آئی ہوں : اے گائے کو پالنے والے چرواہے! میرا نام کیا ہے ؟"

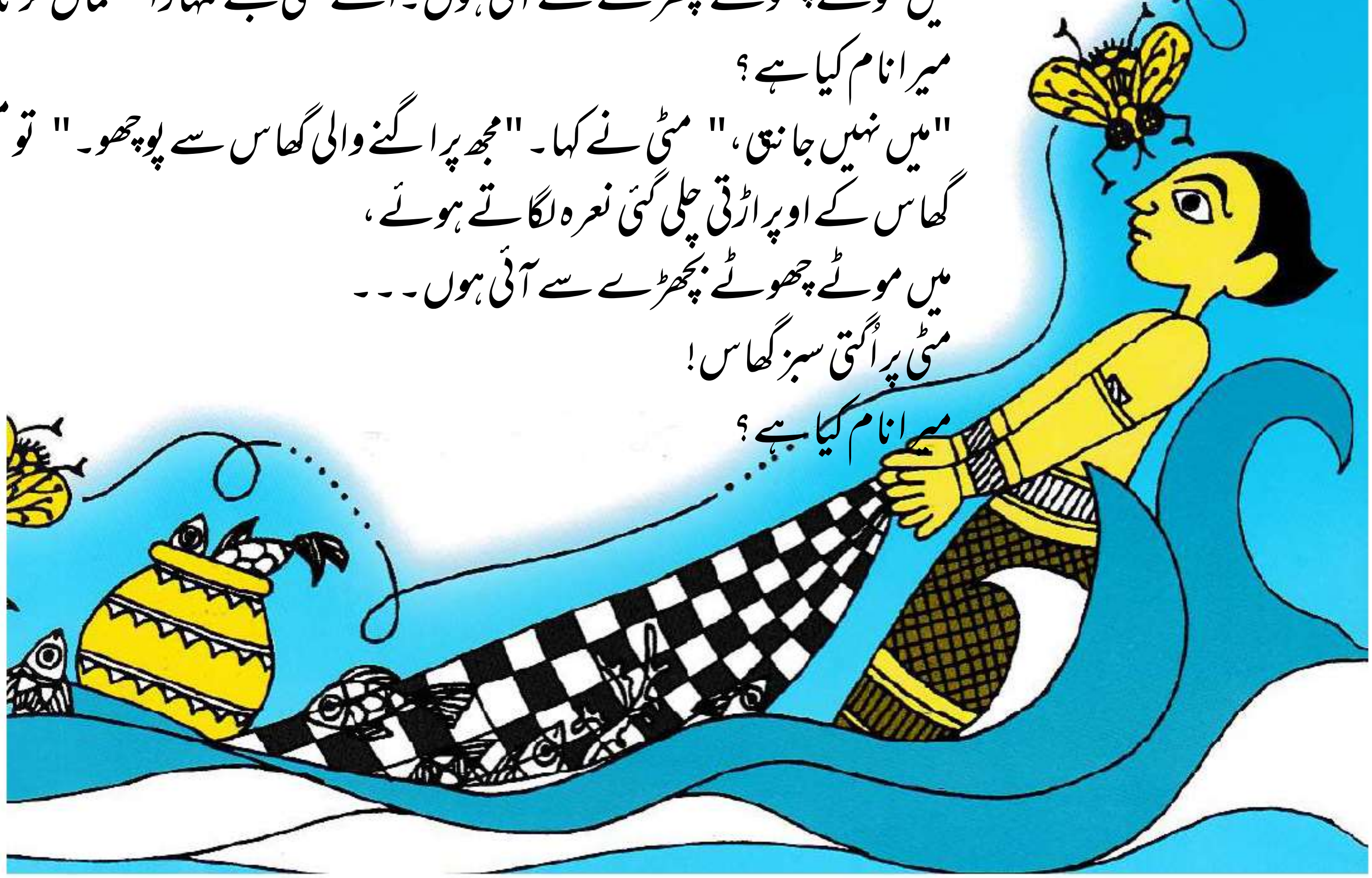
میں نہیں جانتا،" چرواہے نے کہا۔ "میری چرواہے کی چھڑی سے پوچھو۔" تو مکھی چھڑی پر بیٹھ گئی اور نعرہ لگایا، میں موٹے چھوٹے بچھڑے سے آئی ہوں اور بچھڑے کی ماں اور گائے کو پالنے والا چرواہا :
اے چرواہے کے ہاتھ میں لاٹھی! میرا نام کیا ہے ؟
' میں نہیں جانتی، ' چھڑی نے کہا، "لیکن وہ درخت ہے جس سے میں نے کاٹا تھا۔ جا کر پوچھو۔" تو مکھی درخت کے پاس اڑ گئی اور نعرہ لگایا،

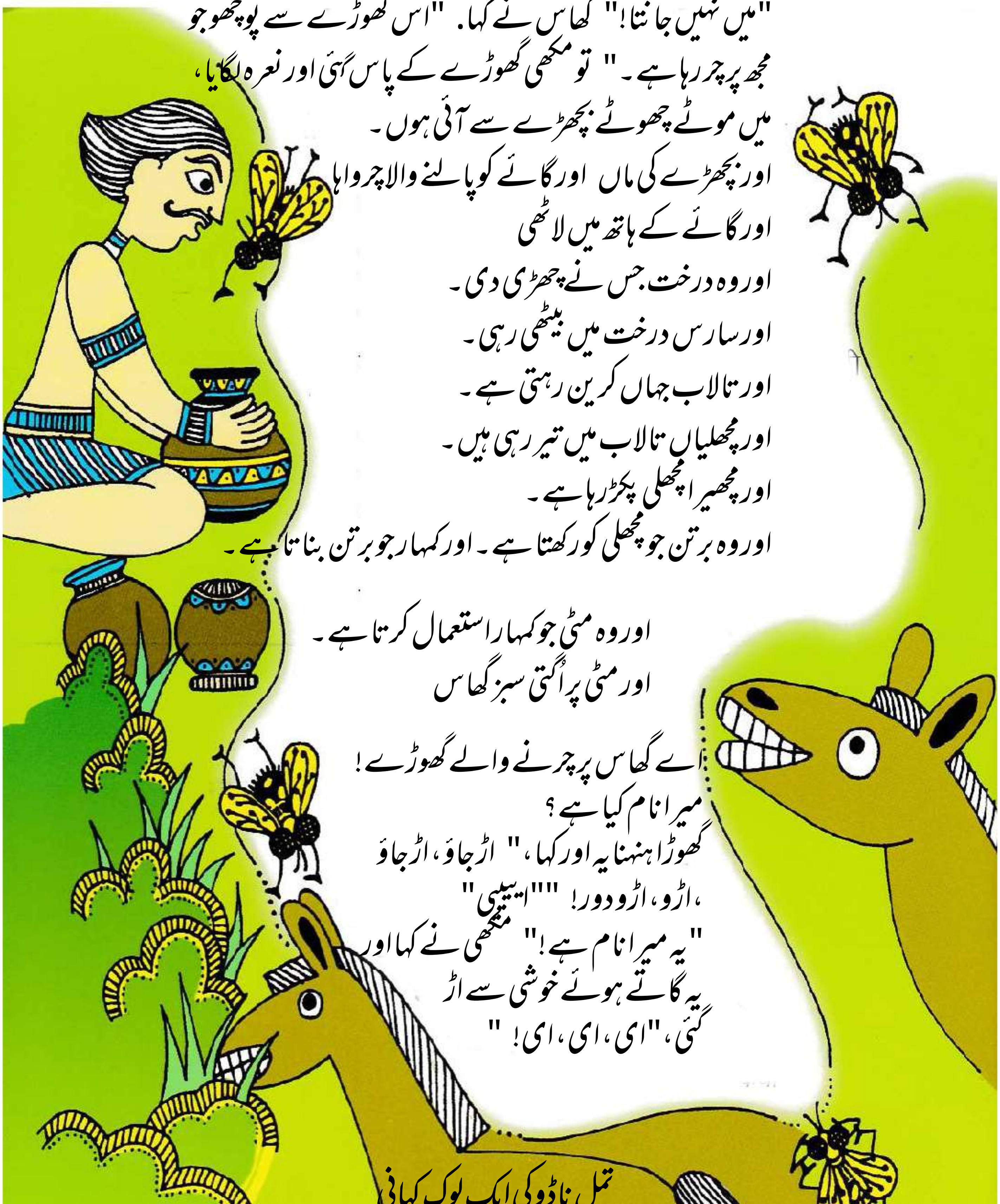


میں موٹے چھوٹے بچھڑے سے آئی ہوں۔۔۔
اے درخت جس نے لاٹھی دی!
میرا نام کیا ہے؟
"میں نہیں جانتا،" درخت نے کہا۔ "اس سارس سے پوچھو جو میری شاخوں میں بیٹھی ہے۔" تو مکھی سارس کے پاس گئی اور نعرہ لگایا،
میں موٹے چھوٹے بچھڑے سے آئی ہوں۔۔۔
اے درخت میں بیٹھی سارس!
میرا نام کیا ہے؟
"میں نہیں جانتا،" سارس نے کہا۔ "تالاب سے پوچھو جہاں میں رہتا ہوں۔" تو مکھی تالاب کی طرف اڑ گئی اور نعرہ لگایا،
میں موٹے چھوٹے بچھڑے سے آئی ہوں۔۔۔
اے تالاب جہاں سارس رہتا ہے!
میرا نام کیا ہے؟
"اس بڑی مچھلی سے پوچھو" تالاب نے کہا۔ تو مکھی مچھلی کے پاس گئی اور نعرہ لگایا،
میں موٹے چھوٹے بچھڑے سے آئی ہوں۔۔۔
اے تالاب میں تیرنے والی مچھلی!
میرا نام کیا ہے؟
"مجھے کیسے پتہ چلے گا؟" مچھلی نے کہا۔ "ماہی گیر سے پوچھو۔" تو مکھی مچھیرے کے پاس گئی اور نعرہ لگایا،



میں موٹے چھوٹے بچھڑے سے آئی ہوں۔ ۔ ۔
اے مچھلیاں پکڑنے والے مچھیرے!
میرا نام کیا ہے؟
ماہی گیر نے کہا، "میرے مچھلی پکڑنے کے برتن سے پوچھو۔" تو مکھی مچھلی پکڑنے کے برتن کی طرف اڑ گئی اور نعرہ لگایا،
میں موٹے چھوٹے بچھڑے سے آئی ہوں۔ ۔ ۔ اے مچھلی کو پکڑنے والے برتن!
میرا نام کیا ہے؟
"معاف کرنا!" مچھلی کو پکڑنے والے برتن نے کہا۔ "جاؤ کمہار سے پوچھو جس نے مجھے بنایا ہے۔" پس مکھی اڑتی رہی یہاں تک کہ کمہار کے شیڈ پر پہنچی اور نعرہ لگایا:
میں موٹے چھوٹے بچھڑے سے آئی ہوں۔ ۔ ۔ اے برتن بنانے والے کمہار!
میرا نام کیا ہے؟
کیا ہے؟
"میں نہیں جانتا،" کمہار نے کہا۔ "میں جو مٹی استعمال کرتا ہوں اس سے پوچھو۔" تو مکھی مٹی کی طرف اڑ گئی اور نعرہ لگایا،
میں موٹے چھوٹے بچھڑے سے آئی ہوں۔ اے مٹی جسے کمہار استعمال کرتا ہے!
میرا نام کیا ہے؟
"میں نہیں جانتی،" مٹی نے کہا۔ "مجھ پر اگنے والی گھاس سے پوچھو۔" تو مکھی گھاس کے اوپر اڑتی چلی گئی نعرہ لگاتے ہوئے،
میں موٹے چھوٹے بچھڑے سے آئی ہوں۔ ۔ ۔
مٹی پر اُگتی سبز گھاس!
میرا نام کیا ہے؟





"میں نہیں جانتا!" گھاس نے کہا. "اس گھوڑے سے پوچھو جو
مجھ پر چر رہا ہے۔" تو مکھی گھوڑے کے پاس گئی اور نعرہ لگایا،
میں موٹے چھوٹے بچھڑے سے آئی ہوں۔
اور بچھڑے کی ماں اور گائے کو پالنے والا چرواہا
اور گائے کے ہاتھ میں لاٹھی
اور وہ درخت جس نے چھڑی دی۔
اور سارس درخت میں بیٹھی رہی۔
اور تالاب جہاں کرین رہتی ہے۔
اور مچھلیاں تالاب میں تیر رہی ہیں۔
اور مچھیرا مچھلی پکڑ رہا ہے۔
اور وہ برتن جو مچھلی کو رکھتا ہے۔ اور کمہار جو برتن بناتا ہے۔

اور وہ مٹی جو کمہار استعمال کرتا ہے۔
اور مٹی پر اُگتی سبز گھاس

اے گھاس پر چرنے والے گھوڑے!
میرا نام کیا ہے؟
گھوڑا ہنہنایا اور کہا، " اڑ جاؤ، اڑ جاؤ
، اڑو، اڑو دور! ""ایییی"
"یہ میرا نام ہے!" مکھی نے کہا اور
یہ گاتے ہوئے خوشی سے اڑ
گئی، "ای، ای، ای! "

تمل ناڈو کی ایک لوک کہانی
('مکھی' کے لیے تمل لفظ 'ای' ہے۔)

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Urdu Mohammad Naseem

Artist Uma Krishnaswamy